Email: khatmenubuwwat@ymail.com

شمارہ : ۴ جلد : ۱۵ | ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ مارچ/اپریل 2011

مسلسل اشاعت کے ۴۹ سال

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

سیدنا محمد ﷺ آخری نبی ہیں

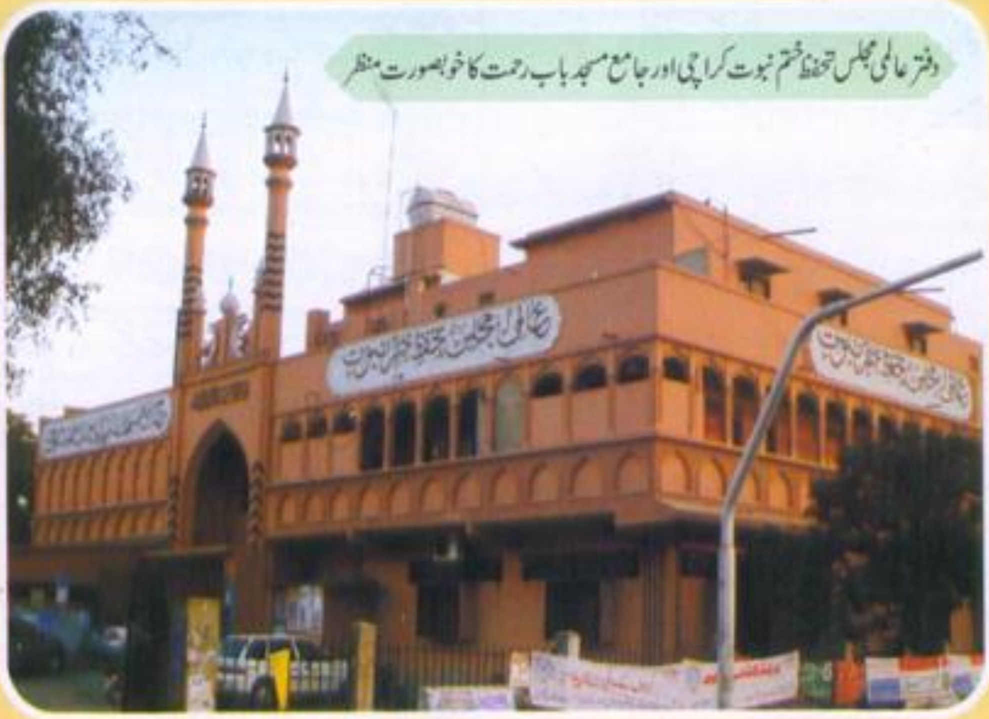

دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی اور جامع مسجد باب رحمت کا خوبصورت منظر

حضرت عامر بن عبداللہ التمیمیؒ

برف پگھل رہی ہے

دہشت گردی کیسے روکی جائے

مرزائیت کے ماخذ اور اصولِ مذہب

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ لولاک ملتان

شمارہ: 4 ○ جلد: ۱۵

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحبؒ
حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ
فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ
پیر حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینیؒ
صاحبزادہ طارق محمودؒ
حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
حضرت مولانا سید احمد صاحب جلالپوریؒ

مجلس منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	حافظ محمد ثاقب
مولانا فقیر اللہ اختر	مولانا مفتی حفیظ الرحمن
مولانا محمد نذر عثمانی	مولانا قاضی احسان احمد
مولانا غلام حسین	مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا محمد اسحاق ساقی	مولانا محمد علی صدیقی
مولانا غلام مصطفےٰ	مولانا محمد حسین ناصر
چوہدری محمد اقبال	غلام مصطفےٰ چوہدری ایڈووکیٹ
مولانا عبدالرزاق	مولانا محمد قاسم رحمانی

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی: شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید صاحب

زیر سرپرستی: حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر صاحب

نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر: حضرت مولانا عزیز احمد

حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی

ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ مبشر محمود

مرتب: مولانا عزیز الرحمن ثانی

کمپوزنگ: یوسف ہارون

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضوری باغ روڈ ملتان فون: 061-4783486

ناشر: عزیز احمد مطبع: تشکیل پرنٹرز ملتان مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمۃ الیوم

برف پگھل رہی ہے	مولانا اللہ وسایا	3

مقالات ومضامین

سیدنا محمد ﷺ آخری نبی ہیں	جناب سید کمال اللہ بختیاری ندوی	4
جرم، توہین رسالت چند پہلو	شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان	12
حضرت عامر بن عبداللہ التمیمیؒ	جناب عبدالرحیم ندوی	21
حضرت ام ایمنؓ	جناب علی اصغر چوہدری	26
اصحاب صفہ......انتہائی نادار اور غریب مہاجرین تھے	جناب نعیم احمد	28
دہشت گردی روکی جائے	شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیق	33
مغرب کی تہذیبی یلغار کے مقابلے کے لئے مستقل جدوجہد کی ضرورت	مولانا زاہد الراشدی	36
حیاء و پاک دامنی کی برکات اور بدنظری کے نقصانات	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	39

رد قادیانیت

مرزائیت کے ماخذ اور اصول مذہب	مولانا ابوالقاسم محمد رفیق دلاوریؒ	41

متفرقات

مولانا محمد عبدالخالق رحمانی کی رحلت	مولانا اللہ وسایا	48
قاری محمد زبیر کا سانحہ ارتحال	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	50
ضروری وضاحت	مولانا اللہ وسایا	52
جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	54

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم!

برف پگھل رہی ہے!

الحمدللہ! ۳۰؍جنوری ۲۰۱۱ء کو تحریک ناموس رسالت کے تحت لاہور اسمبلی ہال کے بالمقابل مال روڈ پر تاریخ ساز احتجاجی جلسہ عام ہوا۔ اسلامیان لاہور نے جس والہانہ انداز میں شرکت کی۔ پنجاب بھر سے قافلوں اور وفود نے جس ذوق وشوق کا مظاہرہ کیا وہ لاہور کے جلسوں کی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ کرگیا۔ بلاشبہ لاہور کا جلسہ، کراچی مورخہ ۹؍جنوری کے جلسہ کو بھی حاضری کے اعتبار سے کراس کرگیا۔ تمام مکاتب فکر کے قائدین تمام جماعتوں کے سربراہان کی شرکت نے جلسہ کی کامیابی کو چار چاند لگادیئے۔ اس دن سکرٹریٹ جنرل پوسٹ آفس ناصر باغ سے لے کر اسمبلی ہال تک لوگوں کا اجتماع ٹھاٹھیں مارتے انسانوں کے سمندر کا منظر پیش کر رہا تھا۔ اس سے قبل ۲۹؍جنوری کو منصورہ جماعت اسلامی کی میزبانی میں آل پارٹیز سربراہی کانفرنس منعقد ہوئی۔ عشاء کی نماز سے رات پونے بارہ بجے تک یہ عظیم اجتماع تحریک ناموس رسالت کے اگلے مرحلہ کے پروگرام کے اعلان کے لئے منعقد ہوا تھا۔ چنانچہ فیصلہ ہوا کہ ۱۹؍فروری کو پشاور میں جمعیت علماء اسلام کی میزبانی میں آل پارٹیز سربراہی کانفرنس منعقد ہوگی۔ جس کے فیصلوں کا ۲۰؍فروری کے جلسہ عام میں اعلان کیا جائے گا۔

آج ۳؍فروری ۲۰۱۱ء کو ان سطور کے تحریر کرتے وقت وزیراعظم کا ترمیم نہ کرنے کا اعلان اور شیریں رحمان کے بل کی واپسی کے وعدہ کا اخبارات میں چرچا ہے۔ لیکن ان وعدوں کا کیا کیا جائے۔ جب تک بل واپس نہ ہو۔ کمیٹی نہ توڑی جائے۔ اس وقت تک بے چینی ختم نہ ہوگی اور جدوجہد جاری رکھی جائے گی۔

آج اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین مولانا محمد خان شیرانی کا اخبارات میں بیان آیا ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل نے اس قانون سے متعلق اپنی رائے حکومت کو بھجوادی ہے۔ ان وعدوں واعلانات سے ظاہر ہوتا ہے کہ حکومتی حلقوں میں برف پگھل رہی ہے۔ لیکن جب تک واضح دوٹوک فیصلہ نہیں ہوتا۔ تحریک ناموس رسالت کے قائدین کو اعتماد میں نہیں لیا جاتا۔ اس وقت تک گومگو کی کیفیت سے حکومت عوام کو مبتلا کئے رکھے گی۔

تحریک ناموس رسالت رابطہ کمیٹی کے سربراہ جناب صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر نے تحریک کے تمام مطالبات پر مشتمل یادداشت تحریری طور پر حکومت کو بھجوادی ہے۔ تاحال حکومت نے نہ اس کا تحریری جواب دیا ہے۔ نہ رہنماؤں سے میٹنگ طے کی ہے۔ حکومت کے یہ تاخیری حربے بے چینی کا باعث بن رہے ہیں۔

۲؍فروری کو قومی اسمبلی کے اجلاس میں قائد حزب اختلاف چوہدری نثار احمد نے وزیراعظم کو قومی اسمبلی کے فلور پر واضح حکومتی مؤقف بیان کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ اللہ رب العزت خیر کا معاملہ فرمائیں۔

آمین بحرمۃ النبی الکریم!

سیدنا محمد ﷺ آخری نبی ہیں!

سید کمال اللہ بختیاری ندوی

اللہ تعالیٰ نے دین کی ترویج وتبلیغ کا کام آدم علیہ السلام سے شروع کیا اور بالآخر سید المرسلین خاتم النبیین ﷺ پر یہ زریں سلسلہ مکمل وختم فرمادیا۔ آپ ﷺ وہی دین لے کر آئے جو دیگر انبیاء کرام لے کر آئے تھے۔ جو ابتداء آفرینش سے تمام رسولوں کا دین تھا۔ اسی دین کو تمام آمیزشوں سے پاک کر کے اس کی اصل خالص صورت میں پیش کیا۔ اب خدا کا حکم اس کا دین اس کا قانون وہ ہے جو آپ ﷺ نے پیش فرمایا۔ آپ ﷺ کی اطاعت خدا کی اطاعت ہے۔ آپ ﷺ کی نافرمانی خدا کی نافرمانی ہے۔ کلمہ طیبہ کی استدلالی ومنطقی توجیہ یہ ہے کہ اس میں پہلے تمام خداؤں کا انکار پھر ایک خدائے وحدہ لاشریک لہ کا اقرار ہے۔ اسی طرح تمام انبیاء کی سابقہ شریعتوں وطریقوں پر عمل کرنے کا انکار ہے۔ (اس لئے کہ تمام شریعتیں شریعت محمد ﷺ میں سموگئی ہیں) اور صرف اسوۂ نبوی ﷺ پر چلنے کا اقرار ہے۔

قصر اسلام میں ایک اینٹ کی جگہ خالی رہ گئی تھی۔ سو وہ آپ ﷺ کے ذریعے اللہ نے پر کردی۔ آپ ﷺ کی رسالت نسل انسانی پر اللہ کی سب سے بڑی رحمت اور نعمت غیر مترقبہ ہے۔ نزول کتب وصحف کا سلسلہ وطریقہ آنحضرت ﷺ پر منقطع کردیا گیا۔ سلسلۂ نبوت ورسالت کو آپ ﷺ پر ختم کردیا گیا۔ اب آپ ﷺ کے بعد کوئی نیا رسول یا نبی نہیں آئے گا۔ قرآن کی طرح آپ کی رسالت ونبوت بھی آفاقی وعالمگیر ہے۔ جس طرح تعلیمات قرآنی پر عمل پیرا ہونا فرض ہے۔ اسی طرح تعلیمات نبوی ﷺ پر عمل کرنا بھی فرض ہے۔ آپ ﷺ کی دعوت تمام جن وانس کے لئے عام ہے۔ دنیا کی ساری قومیں اور نسلیں آپ کی مدعو ہیں۔ تمام انبیاء کرام میں رسالت کی بین الاقوامی خصوصیت اور نبوت کی ہمیشگی کا امتیاز صرف آنحضرت ﷺ کو حاصل ہے۔ آنحضرت ﷺ سلسلۂ انبیاء کرام کے آخری فرد ہیں اور سلسلۂ نبوت ورسالت کی آخری کڑی ہیں۔ آپ ﷺ خلاصہ انسانیت ہیں۔

ختم نبوت قرآنی آیات کی روشنی میں

ختم نبوت اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے۔ اسلام کی ساری خصوصیات اور امتیازات اسی پر موقوف ہیں۔ ختم نبوت ہی کے عقیدہ میں اسلام کا کمال اور دوام باقی ہے۔ چنانچہ اس آیت میں اس کی پوری وضاحت اور ہر طرح کی صراحت موجود ہے۔ ’’ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شیٔ علیما (الاحزاب:۴۰)‘‘ ﴿نہیں ہیں محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ۔ لیکن اللہ کے رسول اور تمام انبیاء کے سلسلہ کو ختم کرنے والے ہیں اور اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔﴾

آنحضرت ﷺ کے متعلق اس آیت میں جو اعلان کیا گیا ہے۔ کہ آپ ﷺ آخری رسول ہیں۔ اب

آپ ﷺ کے تشریف لانے کے بعد کوئی نیا رسول آنے والا نہیں ہے۔ اس قرآنی اعلان کا مقصد محض فہرست انبیاء ورسل کے پورے ہوجانے کی اطلاع دینا نہیں ہے۔ بلکہ اس قرآنی اعلان اور پیغام کا مقصد یہ بتانا ہے کہ اگرچہ آنحضرت ﷺ کی ذات دنیا میں رہ جانے والی نہیں ہے۔ مگر آنحضرت ﷺ کی نبوت کا بدل کار نبوت کی شکل میں ہمیشہ تا قیامت باقی ہے۔ اللہ نے اس آیت میں خاتم الرسل یا خاتم المرسلین لفظ کے بجائے خاتم النبیین کا لفظ اختیار فرمایا ہے۔ اس میں قابل غور نکتہ یہ ہے کہ نبی میں عمومیت ہوتی ہے اور رسول میں خصوصیت ہوتی ہے۔ نبی وہ ہوتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ اصلاح خلق کے لئے منتخب فرماتا اور اپنی وحی سے مشرف فرماتا ہے اور اس کے لئے کوئی مستقل کتاب اور مستقل شریعت نہیں ہوتی۔ پچھلی کتاب وشریعت کے تابع لوگوں کو ہدایت کرنے پر مامور ہوتا ہے۔ جیسے حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کتاب وشریعت کے تابع اور ہدایت کرنے پر مامور تھے۔ رسول وہ ہوتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ مستقل کتاب ومستقل شریعت سے نوازتا ہے۔ جو رسول ہوتا ہے وہ اپنے آپ نبی ہوتا ہے۔ لیکن جو نبی ہوتا ہے وہ رسول نہیں ہوتا۔ لفظ خاتم النبیین کا صاف مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ انبیاء کے سلسلہ کو ختم کرنے والے اور سب سے آخری ہیں۔ اب قیامت تک نہ تو نئی شریعت وکتاب کے ساتھ کسی کو منصب رسالت پر فائز کیا جائے گا اور نہ پچھلی شریعت کے متبع کسی شخص کو نبی بنا کر بھیجا جائے گا۔

اس آیت میں ان لوگوں کے خیال کا رد بھی ہے جو اپنی جاہلانہ رسم ورواج کی بناء پر لے پالک کو حقیقی بیٹا سمجھتے اور بیٹے کا درجہ دیتے تھے۔ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کے منہ بولے بیٹے تھے۔ چنانچہ جب انہوں نے اپنی بیوی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی تو آنحضرت ﷺ نے ان سے نکاح کرلیا تو اس نکاح پر طعن کرتے تھے کہ بیٹے کی بیوی سے آپ ﷺ نے نکاح کرلیا۔ اس آیت میں یہ بتانا مقصود ہے کہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کے حقیقی بیٹے نہیں ہیں۔ وہ تو حارثہ کے بیٹے ہیں۔ مزید تاکید کے طور پر یہ بھی بتادیا گیا کہ آنحضرت ﷺ تم مردوں میں سے کسی کے جسمانی باپ نہیں ہیں۔ البتہ اللہ کے رسول ہونے کی حیثیت سے سب کے روحانی باپ ضرور ہیں۔ آنحضرت ﷺ کے چار بیٹے قاسم، طیب، طاہر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے اور ابراہیم حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا سے تھے۔ لیکن ان میں سے کوئی رجال کی عمر تک نہیں پہنچا تھا اور اس آیت کے نزول کے وقت آپ ﷺ کا کوئی بیٹا نہیں تھا۔ حقیقی باپ ہو تو اس پر نکاح کے حلال وحرام کے احکام عائد ہوتے ہیں۔ لیکن حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ تو لے پالک بیٹے تھے۔ اس آیت کا مطلب یہ ہوا کہ آپ امت کے مردوں میں سے کسی کے بھی نسبی باپ نہیں۔ لیکن روحانی باپ سب کے ہیں۔

یہاں لفظ خاتم پر ایسی روشنی ڈالی جارہی ہے۔ جس سے عقیدۂ ختم نبوت کی پوری وضاحت ہوجاتی ہے۔

لفظ خاتم میں دو قرأتیں ہیں۔ امام حسن رضی اللہ عنہ اور عاصم رضی اللہ عنہ کی قرأت سے خاتم بفتح التاء ہے اور دوسرے ائمہ قرأت سے خاتم بکسر التاء ہے۔ دونوں کا معنی ایک ہی ہے۔ یعنی انبیاء کے سلسلہ کو ختم کرنے والے اور دونوں کے معنی آخر اور مہر کے معنی میں یہ دونوں لفظ استعمال ہوتے ہیں۔ مہر کے یہ معنی ہوئے کہ اب دستاویز مکمل ہوگئی۔ اس میں اب

کسی قسم کی گنجائش اضافہ کی ہے نہ کمی کی ہے۔ امام راغب ؒ نے مفردات القرآن میں فرمایا ہے: ''وخاتم النبوۃ لانہ ختم النبوۃ التی تممہا بمجیئہ '' ﴿یعنی آپ (ﷺ) کو خاتم النبوت اس لئے کہا گیا کہ آپ (ﷺ) نے نبوت کو اپنے تشریف لانے سے ختم اور مکمل فرمادیا۔﴾

(ماہنامہ بانگ درا، لکھنؤ ص۸، مورخہ ۸ر نومبر ۱۹۹۷ء)

خاتم القوم سے مراد آخرہم قبیلے کا آخری آدمی۔

(لسان العرب بحوالہ ختم نبوت ص۱۰، مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ)

''ختم النبوۃ فطبع علیہا فلا تفتح لاحد بعدہ الی قیام الساعۃ (تفسیر ابن جریر ج ۲۲ ص ۱۲) '' ﴿آپ ﷺ نے نبوت کو ختم کر دیا اور اس پر مہر لگا دی۔ اب قیامت تک یہ دروازہ نہیں کھلے گا۔﴾

امام غزالی ؒ لکھتے ہیں: ''ان الامۃ فہمت بالاجماع من ہذا اللفظ خاتم النبیین ومن قرائن احوالہ انہ فہم عدم نبی بعدہ ابدا وانہ لیس فیہ تاویل ولا تخصیص فمنکر ہذا لا یکون الا انکار الاجماع '' ﴿بیشک امت نے اس لفظ خاتم النبیین سے اور اس کے قرائن احوال سے بالاجماع یہی سمجھا ہے کہ اس آیت کا مطلب یہی ہے کہ آپ ﷺ کے بعد نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ رسول اور نہ اس میں کوئی تاویل چل سکتی ہے اور نہ تخصیص اور اس کا منکر یقیناً اجماع کا منکر ہے۔﴾ (رسول نمبر، ڈائجسٹ ص۵۰)

ارشادات ربانی فرمودات نبوی ﷺ کی روشنی میں علمائے امت وصلحائے ملت نے اجماعی طور پر صدیوں سے اس آیت کا یہی مطلب یعنی ختم نبوت سمجھا اور سمجھایا ہے۔

ختم نبوت احادیث اور روایات کی روشنی میں

حضرت ﷺ کو معلوم تھا کہ آپ کے تشریف لے جانے کے بعد دشمنان اسلام نئے نئے فتنے اٹھائیں گے۔ دین میں طرح طرح کے رخنے ڈالیں گے اور خصوصاً ختم نبوت کے تعلق سے شبہات پیدا کر کے امت مسلمہ کو راہ راست سے ہٹانے کی کوشش کریں گے۔ لہٰذا آنحضرت ﷺ نے بطور پیش بندی امت کو ان آئندہ خطرات سے آگاہ فرمادیا اور امت کو پوری طرح چوکنا کر دیا کہ جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے اسے وقت کا دجال، باطل پرست اور فتنہ پرور سمجھا جائے اور اسے دین سے خارج کر دیا جائے۔ چنانچہ عقیدۂ ختم نبوت ہر زمانہ میں تمام مسلمانوں کا متفق علیہ عقیدہ رہا ہے اور اس امر میں مسلمانوں کے درمیان کبھی کوئی اختلاف نہیں رہا۔ جس کسی نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا ہے یا جس کسی نے بھی دعویٰ کو قبول کیا ہے۔ اسے متفقہ طور پر اسلام سے خارج سمجھا گیا ہے۔ اس پر تاریخ کے بہت سے واقعات شاہد ہیں۔ چند مندرجہ ذیل پیش کئے جارہے ہیں۔

آنحضرت ﷺ ہی کے دور میں اسود عنسی نے نبوت کا دعویٰ کیا تو آنحضرت ﷺ نے ایک صحابی ؓ کو اس کے قتل کے لئے روانہ فرمایا۔ صحابی رسول نے جا کر اسود عنسی کا قصہ تمام کر دیا۔ حضرت عروۃ بن الزبیر ؓ کا بیان ہے کہ آنحضرت ﷺ کو وفات کے ایک دن پہلے اسود عنسی کے مارے جانے کی خوشخبری ملی تو آپ ﷺ نے خوشی کا اظہار فرمایا۔ (فتح الباری ج۸ ص۸۹)

حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے دور میں سب سے پہلے جو کام ہوا وہ یہ تھا کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے مسیلمہ کذاب جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ اس کی سرکوبی کے لئے حضرت خالد بن ولید ؓ کو صحابہ کرام کی ایک جماعت کے ساتھ روانہ فرمایا تو حضرت خالد بن ولید ؓ نے مسیلمہ کذاب سمیت اٹھائیس ہزار جوانوں کو ٹھکانے لگا کر فاتح کی حیثیت سے مدینہ واپس ہوئے۔ صدیقی دور میں ایک اور شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ جس کا نام طلیحہ بن خویلد اسدی بتایا جاتا ہے۔ اس کے قتل کے لئے بھی حضرت خالد بن ولید ؓ روانہ کئے گئے تھے۔

(فتوح البلدان ص۱۰۲)

اسی طرح خلیفہ عبدالملک کے دور میں جب حارث نامی شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا تو خلیفہ وقت نے صحابہ وتابعین سے فتوے لئے اور متفقہ طور پر اسے قتل کیا گیا۔ خلیفہ ہارون الرشید نے بھی اپنے دور میں نبوت کا دعویٰ کرنے والے شخص کو علماء کے متفقہ فتویٰ پر قتل کی سزا دی ہے۔ (شفاء، قاضی عیاضؒ)

امام ابوحنیفہ ؒ کے زمانے میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اور کہا کہ مجھے موقع دو کہ میں اپنی نبوت کے علامات پیش کروں۔ اس پر امام اعظم نے فرمایا کہ جو شخص اس سے نبوت کی کوئی علامت طلب کرے گا وہ بھی کافر ہوجائے گا۔ کیونکہ رسول اکرم ﷺ فرما چکے ہیں کہ: ’’لا نبی بعدی‘‘ (ختم نبوت ص۲۲)

غرض یہ کہ شروع سے اب تک تمام اسلامی عدالتوں اور درباروں کا یہی فیصلہ رہا ہے کہ نبوت کا دعویٰ کرنے والے اور اسے ماننے والے کافر مرتد اور واجب القتل ہیں۔

اب آیئے ذرا احادیث کی روشنی میں ختم نبوت پر روشنی ڈالی جائے۔ ’’قال رسول اللہ ﷺ ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی‘‘ ﴿رسول اکرم ﷺ نے فرمایا رسالت ونبوت کا سلسلہ ختم ہوگیا۔ میرے بعد اب کوئی رسول ہے اور نہ نبی۔﴾ (ترمذی، کتاب الرؤیا)

’’قال النبی ﷺ ان مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنٰی بیتاً فاحسنہ واجملہ الا موضع لبنۃ من زاویۃ فجعل الناس یطوفون بہ ویعجبون لہ ویقولون ھلا وضعت ھذہ اللبنۃ قال فانا اللبنۃ وانا خاتم النبیین‘‘ ﴿آنحضرت ﷺ نے فرمایا میری اور مجھ سے پہلے گذرے ہوئے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک عمارت بنائی اور خوب حسین وجمیل بنائی۔ مگر ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوٹی ہوئی تھی۔ لوگ اس عمارت کے گرد پھرتے اور اظہار حیرت کرتے اور کہتے تھے کہ اس جگہ ایک اینٹ نہیں رکھی گئی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تو وہ اینٹ میں ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔ یعنی میرے آنے کے بعد اب کوئی جگہ باقی نہیں ہے۔ نبوت کی عمارت مکمل ہوچکی ہے۔﴾

(بخاری ج۱ ص۵۰۱، کتاب المناقب، باب خاتم النبیین)

’’قال النبی ﷺ لا نبی بعدی ولا امۃ بعد امتی‘‘ ﴿رسول اکرم ﷺ نے فرمایا میرے بعد کوئی نبی نہیں اور میری امت کے بعد کوئی امت نہیں۔ یعنی کسی نئے آنے والے نبی کی امت نہیں۔﴾

(ترمذی ج۲ ص۱۰۷، کتاب الآداب، باب اسماء النبی)

’’قال النبی ﷺ فجئت فختمت الانبیاء‘‘ ﴿پس میں آیا اور میں نے انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا۔﴾ (مشکوٰۃ ص۵۱۲)

’’قال النبی ﷺ انا محمد وانا احمد وانا الماحی الذی یمحو بی الکفر وانا الحاشر یحشر الناس علی عقبی وانا العاقب الذی لیس بعدہ نبی‘‘ ﴿آنحضرت ﷺ نے فرمایا میں محمد ہوں میں احمد ہوں میں ماحی ہوں کہ میرے ذریعے سے کفر محو کیا جائے گا۔ حاشر ہوں کہ میرے بعد لوگ حشر میں جمع کئے جائیں گے۔ یعنی میرے بعد اب بس قیامت ہی آنی ہے اور میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔﴾ (مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، ترمذی ج۲ ص۱۱۱)

’’ان رسول اللہ ﷺ قال: فضلت علی الانبیاء بست اعطیت جوامع الکلم ونصرت بالرعب واحلت لی الغنائم وجعلت لی الارض مسجداً وطهورا وارسلت الی الخلق کافة وختم بی النبیون‘‘ ﴿آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ مجھے چھ باتوں میں دیگر انبیاء پر فضیلت دی گئی ہے۔ ① مجھے جامع ومختصر بات کہنے کی صلاحیت دی گئی۔ ② مجھے رعب کے ذریعے نصرت بخشی گئی۔ ③ میرے لئے اموال غنیمت حلال کئے گئے۔ ④ میرے لئے زمین کو مسجد بھی بنادیا گیا اور پاکیزگی حاصل کرنے کا ذریعہ بھی یعنی میری شریعت میں نماز مخصوص عبادت گاہوں میں ہی نہیں بلکہ روئے زمین میں ہر جگہ پڑھی جاسکتی ہے اور پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمم کر کے وضو کی حاجت بھی پوری کی جاسکتی ہے۔ ⑤ مجھے تمام دنیا کے لئے رسول بنایا گیا ہے۔ ⑥ اور میرے اوپر انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔﴾ (مسلم ج۱ ص۱۹۹، کتاب فضائل الصحابہ)

’’قال النبی ﷺ لوکان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب‘‘ ﴿آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو عمر بن الخطاب ہوتے۔ چونکہ آنحضرت ﷺ پر نبوت ختم کر دی گئی ہے۔ اب کسی کو کسی طرح کی بھی نبوت نہیں مل سکتی۔﴾ (ترمذی ج۲ ص۲۰۹، مسند احمد)

’’قال رسول اللہ ﷺ لعلی انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ الا انه لا نبی بعدی‘‘ ﴿آنحضرت ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ میرے ساتھ تمہاری نسبت وہی ہے جو موسیٰ (علیہ السلام) کے ساتھ ہارون (علیہ السلام) کی تھی۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔﴾

(بخاری ج۲ ص۶۳۳، مسلم، بیان عیسیٰ)

’’قال النبی ﷺ لوکان موسیٰ حیا لما وسعه الا اتباعی‘‘ ﴿اگر موسیٰ (علیہ السلام) زندہ ہوتے تو ان کے لئے میری پیروی کے علاوہ چارہ کار نہ تھا۔﴾ (بخاری، کتاب المناقب)

چنانچہ آنحضرت ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے اولوالعزم پیغمبر کے تعلق سے یہ وضاحت فرمادی کہ اگر موسیٰ علیہ السلام بھی دوبارہ اس دنیا میں آتے تو انہیں میری شریعت پر ایک امتی کی حیثیت سے عمل پیرا ہونا پڑتا۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ نے مستقبل کے بارے میں بتادیا کہ جب عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نزول فرمائیں گے تو ان کی بھی

حیثیت امتی کی ہوگی۔ حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے: ’’قال النبی کیف انتم اذا نزل عیسیٰ بن مریم فیکم وامامکم منکم ‘‘ ﴿رسول اکرمﷺ نے فرمایا تمہارا کیا حال ہوگا۔ جب ابن مریم تمہارے درمیان اتریں گے اور تمہارا قائد تمہیں میں سے ہوگا۔﴾ (بخاری ج۱ ص۴۹۰)

’’قال النبیﷺ کانت بنو اسرائیل تسوسهم الانبیا کلما هلك نبی خلفه نبی وانه لا نبی بعدی وسیکون خلفاء ‘‘ ﴿آنحضرتﷺ نے فرمایا بنی اسرائیل کی قیادت انبیاء کیا کرتے تھے۔ جب کوئی نبی فوت ہو جاتا تو دوسرا نبی اس کا جانشین ہو جاتا تھا۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ بلکہ خلفاء ہوں گے۔﴾ (بخاری ج۱ ص۴۹۱)

حضرت آدم علیہ السلام سے نبوت کا سلسلہ شروع ہوا۔ انبیاء آتے رہے اور اسلام کی تعلیمات کو پیش کرتے رہے۔ اس طرح اسلام بتدریج تکمیل کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ عمارت کا آخری پتھر سلسلہ انبیاء کے آخری نبی، رسولوں کی فہرست کے آخری رسول محمد عربیﷺ کا ظہور ہوگیا۔ نبوت کے سلسلہ کو بند کرنا تھا تو نبی کے خلفاء کی طرف اشارہ کیا گیا اور خلافت رسول کا وعدہ کیا گیا۔ ’’وعد اللّٰه الذین امنوا منکم وعملو الصلحت لیستخلفنهم فی الارض (النور:۵۵) ‘‘ ﴿وعدہ کرلیا اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے جو تم میں ایمان لائے اور نیک عمل کئے۔ یقیناً ان کو خلافت ارضی عطا کرے گا۔﴾

ختم نبوتﷺ اکابر امت کی تحقیقات کی روشنی میں

علامہ ابن جریرؒ اپنی مشہور تفسیر میں سورۃ احزاب کی آیت کی تشریح میں ختم نبوت کے تعلق سے یوں رقمطراز ہیں۔ اللہ نے آنحضرتﷺ پر نبوت ختم کردی اور اس پر مہر لگادی۔ اب یہ دروازہ قیامت تک کسی کے لئے نہیں کھلے گا۔ (الاقتصاد فی الاعتقاد ص۱۱۴)

امام طحاویؒ اپنی کتاب (العقیدۃ السّلفیہ) میں ختم نبوت کے بارے میں ائمہ سلف خصوصاً امام ابوحنیفہؒ، امام ابویوسفؒ، امام محمدؒ کے اقوال کی روشنی میں لکھتے ہیں کہ حضرت محمدﷺ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے اور اس کے محبوب اور آخری نبی ہیں اور یہ بھی لکھتے ہیں کہ سید الانبیاء وسید المرسلین محمدﷺ ہیں اور آپﷺ رب العالمین کے محبوب ہیں۔ (الکشاف ج۲ ص۲۱۵)

علامہ امام غزالیؒ فرماتے ہیں۔ اس امر (ختم نبوت) پر امت مسلمہ کا کامل اجماع ہے کہ اللہ کے رسول حضرت محمدﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں اور پوری امت اس بات پر متفق ہے کہ رسول اکرمﷺ کے ارشاد ’’لا نبی بعدی ‘‘ سے مراد یہی ہے کہ ان کے بعد نہ کوئی نبی اور نہ رسول ہوگا۔ جو شخص بھی اس حدیث کا کوئی اور مطلب بیان کرے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اس کی تشریح باطل اور اس کی تحریر کفر ہے۔ علاوہ ازیں امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ اس کے سوا اس کی کوئی تشریح نہیں جو اس کا انکار کرے۔ وہ اجماع امت کا منکر ہے۔

(تفسیر ابن کثیر ج۳ ص۴۹۳،۴۹۴)

علامہ زمخشری اپنی تفسیر الکشاف میں لکھتے ہیں۔ اگر آپ یہ سوال کریں کہ جب یہ عقیدہ ہو کہ اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت سے پہلے آخری زمانے میں نازل ہوں گے تو پھر رسول اکرم ﷺ آخری نبی کیسے ہو سکتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ رسول اکرم ﷺ اس معنی میں آخری ہیں کہ ان کے بعد کوئی اور رسول و نبی کی حیثیت سے مبعوث نہ ہوگا۔ رہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معاملہ تو وہ ان انبیاء کرام میں سے ہیں جنہیں حضرت محمد ﷺ سے پہلے نبوت سے سرفراز کیا گیا تھا اور جب وہ دوبارہ آئیں گے تو حضرت محمد ﷺ کی شریعت کے متبع ہوں گے اور انہیں کے قبلہ الکعبہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھیں گے۔ (روح المعانی ص۳۲ ج۲۲)

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: ''یہ آیت (یعنی سورہ احزاب والی) اس امر میں نص ہے کہ ان کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ کیونکہ مقام رسالت مقام نبوت سے اخص ہے۔ کیونکہ ہر رسول نبی ہوتا ہے اور ہر نبی رسول نہیں ہوتا آپ ﷺ کے بعد جو شخص بھی اس منصب کا دعویٰ کرتا ہے وہ کذاب، دجال، مفتری اور کافر ہے۔ خواہ وہ کسی قسم کے غیر معمولی کرشمے اور جادوگری کے طلاسم دکھاتا پھرے اور اسی طرح قیامت تک جو شخص بھی اس منصب کا مدعی ہو وہ کذاب ہے۔'' (جلالین ص۷۶۸)

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ نبی کا لفظ عام ہے اور رسول خاص ہے۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ کے خاتم النبیین ہونے سے خاتم المرسلین ہونا لازمی ہے کہ اس دنیا میں آپ ﷺ کے منصب نبوت پر فائز ہونے کے بعد کسی بھی انسان یا جن کو یہ منصب نصیب نہیں ہوگا۔ (انوار التنزیل ج۴ ص۱۶۴)

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت ''وکان اللہ بکل شیٔ علیما'' کے تحت لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز سے آگاہ ہے اور جانتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب تک نازل ہوں گے تو وہ حضرت محمد ﷺ کی شریعت کے پیروکار رہوں گے۔

(تاج العروس ج۴ ص۱۸۶، بحوالہ قادیانیوں کے بارے میں وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ ص۲۰، محمد بشیر ایم۔اے)

علامہ بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ یوں رقمطراز ہیں۔ رسول اللہ ﷺ انبیاء کرام کی آخری کڑی ہیں۔ جنہوں نے ان کے سلسلہ کو ختم کر دیا ہے اور سلسلہ نبوت پر مہر لگا دی ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت ثانیہ سے رسول اللہ ﷺ کے آخری نبی ہونے کی تردید نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ جب آئیں گے تو انہی کے شریعت کے پیروکار رہوں گے۔

(ماخوذ از ختم نبوت سورۂ کوثر کی روشنی میں ص۱۴ تا ۱۶)

تاج العروس میں اس طرح ہے: ''ومن اسمائہ ﷺ الخاتم والخاتم وھو الذی فقد النبوۃ بمجیئہ ''رسول اکرم ﷺ کے ناموں میں سے خاتم اور خاتم بھی ہیں۔ جن کا معنی یہ ہے کہ ان کی آمد پر نبوت ختم ہوگی۔

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب سے مضمون بعنوان ''منکرین ختم نبوت وسنت کا مغالطہ اور اس کا مدلل اور معقول جواب'' پیش خدمت ہے۔ واقعی حکیم الاسلام کا یہ جواب اتنا مدلل اور معقول ہے کہ

اس سے گمراہ فرقہ قادیانیوں کی سازش کو سمجھنے اور بھولے بھالے مسلمانوں کو ان کے فتنہ سے بچانے میں بڑی مدد ملتی ہے۔اس میں اکثر قادیانی یہ مغالطہ دیتے ہیں کہ نبوت تو دنیا کے لئے رحمت ہے۔ جب نبوت ختم ہوگئی اور زحمت پیدا ہوگئی۔نبوت تو ایک نور ہے۔جب وہ نور نہ رہا تو دنیا میں ظلمت پیدا ہوگئی تو اس میں (معاذ اللہ) حضور ﷺ کی توہین ہے کہ آپ دنیا کو زحمت دینے کے لئے آئے یا دنیا میں معاذ اللہ ظلمت پیدا کرنے کے لئے آئے کہ نور ہی ختم کردیا اور رحمت ہی ختم کردی۔یہ ایک مغالطہ ہے اور مغالطہ واقع ہوا ہے۔ختم نبوت کے معنی سمجھنے کے اندر یا تو سمجھا نہیں ان لوگوں نے یا سمجھ کر جان بوجھ کر دغا اور فریب سے کام لیا ہے۔

ختم نبوت کے معنی قطع نبوت کے نہیں ہیں کہ نبوت منقطع ہوگئی۔ختم نبوت کے حقیقی معنی تکمیل نبوت کے ہیں کہ نبوت اپنی انتہاء کو پہنچ کر حد کمال کو پہنچ گئی ہے۔اب کوئی درجہ نبوت کا ایسا باقی نہیں رہا کہ بعد میں کوئی نبی لایا جائے اور اس درجہ کو پورا کرایا جائے۔ایک ہی ذات اقدس نے ساری نبوت کو حد کمال پر پہنچا دیا کہ نبوت کامل ہوگئی تو ختم نبوت کے معنی تکمیل نبوت کے ہیں۔قطع نبوت نہیں ہیں۔گویا کہ ایک ہی نبوت قیامت تک کام دے گی۔کسی اور نبی کے آنے کی ضرورت نہیں۔اس لئے کہ نبوت کے جتنے کمالات تھے وہ سب ایک ذات بابرکات میں جمع کردیئے گئے۔اس کی مثال بالکل ایسی ہے کہ جیسے آسمان پر رات کے وقت ستارے چمکتے ہیں۔ایک نکلا دوسرا تیسرا اور پھر لاکھوں اور کروڑوں کی تعداد میں ستارے جگمگا جاتے ہیں۔بھرا ہوا ہوتا ہے آسمان ستاروں سے اور روشنی بھی پوری ہوتی ہے۔لیکن رات رات ہی رہتی ہے دن نہیں ہوتا۔کروڑوں ستارے جمع ہیں۔مگر رات ہی ہے۔روشنی کتنی بھی ہو جائے لیکن جونہی آفتاب نکلنے کا وقت آتا ہے تو ایک ایک ستارہ غائب ہونا شروع ہوتا ہے۔یہاں تک کہ جب آفتاب نکل آتا ہے تو اب کوئی بھی ستارہ نظر نہیں پڑتا۔چاند بھی نظر نہیں پڑتا تو یہ مطلب نہیں کہ ستارے غائب ہوگئے۔دنیا سے بلکہ اس کا نور مدغم ہوگیا۔آفتاب کے نور میں کہ اب اس نور کے بعد سب کے نور دھیمے پڑ گئے اور وہ سب جذب ہوگئے۔آفتاب کے نور میں اب آفتاب ہی کا نور کافی ہے۔کسی اور ستارے کی ضرورت نہیں اور اگر کوئی ستارہ نکلے گا تو اس کا چمکنا ہی نظر نہیں آئے گا۔آفتاب کے نور میں مغلوب ہوجائے گا تو یوں نہیں کہیں گے کہ آفتاب نے نکلنے کے بعد دنیا میں ظلمت پیدا کردی۔نور کو ختم کردیا بلکہ یوں کہا جائے گا کہ نور کو اتنا مکمل کردیا کہ اب چھوٹے موٹے ستاروں کی ضرورت باقی نہیں رہی۔آفتاب کافی ہے غروب تک پورا دن اسی کی روشنی میں چلے گا تو اور انبیاء بمنزلہ ستاروں کے ہیں اور نبی اکرم ﷺ بمنزلہ آفتاب کے ہیں۔جب آفتاب طلوع ہوگیا اور ستارے غائب ہوگئے تو یہ مطلب نہیں ہے کہ نبوت بالکل ختم ہوگئی۔بلکہ اتنی مکمل ہوگئی کہ اب قیامت تک کسی نبوت کی ضرورت نہیں۔گویا نبوت کی فہرست تھی جس پر مہر لگ گئی۔حضور ﷺ نے آکر لگادی۔اب کوئی نبی زائد ہوگا نہ کم ہوگا۔یہ ممکن ہے کہ بیچ میں سے کسی نبی کو بعد میں لے آیا جائے۔جیسے عیسیٰ علیہ السلام بعد میں نازل ہوں گے۔مگر وہ اسی فہرست میں داخل ہوں گے اور ان کی متبع کی حیثیت ہوگی۔یہ نہیں ہے کہ کوئی جدید نبی داخل ہو۔پچھلے نبی کو اگر اللہ تعالیٰ لانا چاہیں تو لائیں گے۔حضور ﷺ نے فہرست مکمل کردی کہ اب نہ کوئی نبی زائد ہوسکتا ہے نہ کم ہوسکتا ہے۔

(ختم نبوت سورۃ کوثر کی روشنی میں ص۱۴ تا۱۶)

جرم توہین رسالت ...... چند پہلو!

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان مدظلہ

حضور اقدس ﷺ کی ذات اقدس میں اللہ جل شانہ نے وہ تمام انسانی بلند اوصاف واخلاق جمع فرمادیے تھے جن پر شرف انسانی کی بنیاد قائم ہے اور جس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے قرآن کریم نے وانک لعلی خلقٍ عظیم کے بلیغ الفاظ ارشاد فرمائے ہیں۔ ایک مسلمان کے لئے حضور اکرم ﷺ کی ذات، آپ کی سنت وسیرت اور زندگی گزارنے کی ایک ایک ادا۔ اس طرح قابل تقلید اور محبوب ہے کہ اس کے سوا کسی اور کی طرف اس کا اسلام اور ایمان نگاہ اٹھانے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ حضور ﷺ ہی اس کے لیے عقیدتوں اور محبتوں کا چشمہ خیر ہیں اور ان ہی کے نام سے اس کی آبرو قائم ہے۔ وہ بجا طور پر یہ کہنے میں حق بجانب ہے کہ ''آبروئے ماز نام مصطفیٰ است'' بلکہ اس کی عقیدت اور عقیدے کا معیار یہ ہوتا ہے کہ:

محمد عربی کہ آبروئے ہر دوسرا است
کسے کہ خاکِ درش نیست خاک برسرِ اُو

اوراس میں کوئی شک نہیں کہ حضور کی سیرت کسی خاص ملت کا نہیں۔ بلکہ انسانیت کا سرمایہ ہے۔ خود غیر مسلم مورخین نے جگہ جگہ اس کا اعتراف واقرار کیا ہے۔ ان مورخین اور مصنفین کی ایک طویل فہرست ہے۔ یہاں صرف مشہور فرانسیسی مورخ ''لامارتاں'' کی تحریر کا ایک اقتباس درج کی جاتا ہے۔ وہ اپنی مشہور کتاب ''تاریخ ترکیہ'' میں لکھتا ہے:

''دنیا میں کسی انسان نے محمد عربی ﷺ کے نصب العین سے بلند نصب العین اپنے سامنے نہیں رکھا۔ یہ عظیم الشان نصب العین کیا تھا۔ خدا اور بندے کے درمیان توہمات کے پردے اٹھا دینا۔ خدا کو انسان کے قلب میں رچا دینا۔ انسان کو خدائی صفات کے رنگ میں رنگ دینا اور صدہا باطل خداؤں کی بجائے خدا کا منزہ اور مقدس تصور پیش کرنا۔ آج تک کبھی کسی انسان نے اتنے بڑے کام کا بیڑا نہیں اٹھایا۔ جس کے وسائل اور ذرائع اس قدر محدود ہوں اور مقصد اتنا دشوار اور اس کی قدر سے باہر ہو...... نصب العین کی بلندی، وسائل کی کمی اور پھر نتائج ایسے درخشاں حاصل کرنا۔ اگر یہ کسی انسان کی غیر معمولی قابلیت کا معیار نہیں تو کون ہے۔ جو اس میدان میں محمد (ﷺ) کے مقابلے میں کسی دوسرے انسان کو پیش کرنے کی جرأت کرسکتا ہے؟۔

دنیا کے بڑے بڑے انسانوں نے صرف اسلحہ، قانون یا سلطنتیں پیدا کیں۔ وہ زیادہ سے زیادہ مادی قوتوں کی تخلیق کرسکے جو اکثر اوقات خود ان کی آنکھوں کے سامنے راکھ کا ڈھیر ہو کر رہ گئیں۔ لیکن اس انسان نے صرف جیوش وعساکر، مجالس قانون ساز، وسیع سلطنتوں، قوموں اور خاندانوں کو ہی حرکت نہیں دی۔ بلکہ ان کروڑوں انسانوں کے قلوب کو بھی جو اس زمانے کی آباد دنیا کے ایک تہائی حصہ میں بستے ہیں اور اس سے بھی زیادہ اس شخصیت

نے قربان گاہوں، دیوتاؤں، مذاہب و مناسک، تصورات اور معتقدات بلکہ روحوں تک کو ہلا دیا...... اس نے ایسی قومیت کی بنیاد رکھی جس نے دنیا کی مختلف نسلوں اور زبانوں کے امتزاج سے ایک امت واحدہ پیدا کر دی...... اس نے تمام باطل خداؤں کی عبادت گاہوں کو ڈھا دیا اور ایک تہائی دنیا میں آگ لگا دی...... اس کی پاک زندگی، اس کی توہم پرستی کے خلاف جنگ، مکی دور میں طرح طرح کے مصائب کا حیرت انگیز استقلال اور صبر سے مقابلہ کرنا۔ پھر اس کی ہجرت اور دعوتِ رشد و ہدایت، خدا کی راہ میں غیر منقطع جہاد، اپنے مقصد کی کامیابی پر یقین محکم اور نا مساعد حالات میں اس کی مافوق البشر جمعیت خاطر، فتح و کامرانی میں تحمل و عفو، کسی سلطنت سازی کے لیے نہیں۔ بلکہ خالص خدائی مقاصد کی کامیابی کے واسطے...... عظیم مفکر، بلند پایہ خطیب، پیغامبر، مقنن، سپہ سالار، نہ صرف اجسام بلکہ اذہان وقلوب پر غلبہ پانے والا، صحیح نظریہ حیات کو علیٰ وجہ البصیرۃ قائم کرنے والا، بہت سی سلطنتیں اور ان سب پر آسمانی بادشاہی کا بانی...... یہ ہیں محمد (ﷺ)...... ان تمام معیاروں کو اپنے ساتھ لاؤ، جس سے انسان کی عظمت اور بلندی کو ناپا اور پرکھا جا سکتا ہے۔ اس کے بعد بتاؤ کہ کیا دنیا میں اس سے بزرگ تر اور کوئی انسان کبھی ہوا ہے؟۔‘‘

(تاریخ ترکیہ:1/276)

جناب نبی کریم ﷺ کے ساتھ کسی مسلمان کی عقیدت و محبت، بے حقیقت جذباتی نظریہ کی بنیاد پر نہیں، بلکہ یہ اس کے ایمان کا جز اور اس کے دین کا حصہ ہے۔ حضور ہی اس کی محبتوں کا محور اور اس کی تمناؤں کی آماج گاہ ہیں، حضور ﷺ ہی کی اتباع اس کے سعی و عمل کے لیے نمونہ بہشت ہے اور اسی میں اس کی ابدی سعادت کا راز مضمر ہے۔

قرآن کریم نے جگہ جگہ اس حقیقت کو بیان فرمایا ہے۔ ارشاد ہے کہ: ’’آپ کہہ دیجیے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارا کنبہ اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ تجارت جس کے بیٹھ جانے کا تم کو اندیشہ ہو اور وہ گھر جن کو تم پسند کرتے ہو۔ اگر تم کو اللہ سے اور اس کے رسول ﷺ سے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پیارے ہیں تو تم منتظر رہو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ (سزا دینے کے لیے) اپنا حکم بھیج دے اور اللہ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا۔‘‘ (التوبہ:24)

ایک اور آیت میں حضور ﷺ کی اتباع کا حکم دیتے ہوئے کہا گیا ہے کہ: ’’اور رسول ﷺ جو کچھ تمہیں دے دیا کریں وہ لے لیا کرو اور جس سے وہ تمہیں روک دیں، رک جایا کرو۔ اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ سزا دینے میں بڑا سخت ہے۔‘‘ (الحشر:7)

ایک دوسری آیت میں اللہ اور اللہ کے رسول اللہ ﷺ کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے، سر تسلیم خم کرنے کو مؤمنین کا شیوہ بتلاتے ہوئے کہا گیا ہے کہ: ’’ایمان والوں کا قول تو یہ ہے کہ جب وہ بلائے جاتے ہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف کہ (رسول ﷺ) ان کے درمیان فیصلہ کر دیں تو وہ (ایمان والے) کہیں کہ ہم نے سن لیا اور مان لیا۔‘‘ (النور:15)

ایک اور جگہ وضاحت کر دی ہے کہ اللہ اور رسول ﷺ کے فیصلے اور حکم آنے کے بعد کسی مؤمن مرد، عورت کے شایان شان نہیں کہ وہ اس کے برعکس من مانی کریں۔ ایسی صورت میں سوائے تعمیل حکم کے اس کے لیے کسی اور

راہ کو اختیار کرنے کی گنجائش نہیں۔ارشاد ہے:’’اور کسی مومن مرد یا مومن عورت کے لیے یہ درست نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول ﷺ کسی امر کا حکم دے دیں تو پھر ان کو اپنے (اس) امر میں کوئی اختیار باقی رہ جائے اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرے گا۔وہ صریح گمراہی میں جا پڑے گا۔‘‘(الاحزاب:63)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث امام بخاری اور امام مسلم نے نقل فرمائی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ’’تم میں سے کوئی مومن نہیں بن سکتا جب تک اس کو مجھ سے اپنے ماں، باپ، اولاد اور باقی سب لوگوں سے بڑھ کر محبت نہ ہو۔‘‘(صحیح بخاری، کتاب الایمان14، صحیح مسلم، کتاب الایمان177)

حضور اکرم ﷺ کی شان اقدس میں بعض بدبختوں کی طرف سے گستاخی کا سلسلہ کوئی نیا نہیں۔خود عہد نبوی میں دربار نبوت کی بے حرمتی کے واقعات پیش آئے اور آپ ﷺ کی ناموس پر کٹ مرنے والی پاکیزہ ہستیوں نے ان دریدہ دہن بدبختوں کو اپنے انجام تک پہنچایا۔ایک نابینا صحابی کی باندی حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کرتی تھی۔وہ ایک رات اٹھے اور تلوار سے اس باندی کا پیٹ چاک کر کے اس کو قتل کر دیا۔حضور ﷺ کو خبر ملی تو فرمایا کہ اس کا خون ہدر اور رائیگاں ہے۔(بلوغ المرام فی احادیث الاحکام، ص:123)

کعب بن اشرف مشہور یہودی رئیس تھا۔حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کرتا اور ہجو یہ اشعار کہتا۔حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی خواہش پر جا کر اس کا کام تمام کیا۔(صحیح بخاری، کتاب المغازی4037)

مدینہ منورہ میں ابوعفک نامی ایک شخص نے بارگاہ رسالت میں ہجو یہ نظم لکھی۔حضرت سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کے ارشاد پر جا کر اسے قتل کیا۔(سیرۃ ابن ہشام 282/4)

فتح مکہ کے موقع پر عام معافی کا اعلان کر دیا گیا تھا۔لیکن شاتم رسول ابن خطل کو معافی نہیں دی گئی۔اس نے خانہ کعبہ کا پردہ پکڑا تھا اور اسی حالت میں اسے قتل کیا گیا۔

ابن خطل کی دو لونڈیوں کا خون بھی حضور ﷺ نے رائیگاں قرار دیا تھا۔کیونکہ وہ بھی حضور ﷺ کی شان میں ہجو یہ اشعار گایا کرتی تھیں۔(الکامل لابن اثیر:169/2، صحیح بخاری، کتاب المغازی4035)

عہد نبوی کے ان واقعات سے ایک بات بالکل بے غبار ہو کر سامنے آ جاتی ہے کہ ’’توہین رسالت‘‘ کا جرم ایسا نہیں جس سے چشم پوشی کی جائے یا اس سے درگزر کیا جائے۔چنانچہ چاروں ائمہ کا اس پر اجماع ہے کہ توہین رسالت کا مجرم واجب القتل ہے۔

علامہ شامی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:’’حاصل یہ ہے کہ شاتم رسول کے کفر اور اس کے قتل کے درست ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں اور یہی ائمہ اربعہ سے منقول ہے۔‘‘

فقہ حنفی کی مشہور شخصیت امام سرخسیؒ شاتم رسول کے قتل پر اجماع نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:’’جس شخص نے رسول ﷺ پر شتم کیا، آپ کی توہین کی، دینی یا شخصی اعتبار سے آپ پر عیب لگایا، آپ کی صفات میں کسی صفت پر نکتہ چینی کی تو چاہے یہ شاتم رسول مسلمان ہو یا غیر مسلم، یہودی ہو یا عیسائی یا غیر اہل کتاب، ذمی ہو یا حربی، خواہ یہ شتم واہانت عمداً ہو یا سہواً، سنجیدگی سے ہو یا بطور مذاق، وہ دائمی طور پر کافر ہوا، اس طرح پر کہ اگر وہ توبہ بھی کر لے تو اس

کی توبہ نہ عنداللہ قبول ہوگی نہ عندالناس اور شریعت مطہرہ میں متاخرو متقدم تمام مجتہدین کے نزدیک اس کی سزا اجماعاً قتل ہے۔‘‘(خلاصۃ الفتاویٰ:3/286)

بعض مغرب زدہ مسلمان دانشوروں نے ’’تنقید اور توہین‘‘ کا شوشہ چھوڑ کر اس بات پر جو زور دیا ہے کہ مسلمان کو تنقید اور توہین کا فرق ملحوظ رکھنا چاہیے۔ منصب نبوت ہر قسم کی تنقید سے بلند ہے۔ انبیاء معصوم ہوتے ہیں اور حضور ﷺ سید الانبیاء ہیں۔ منصب نبوت کی طرف کسی قسم کی انگشت نمائی یا تنقید ’’توہین رسالت‘‘ ہی کے زمرے میں آتی ہے۔ امت کے جلیل القدر علماء نے اس موضوع پر مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ یہ دانشور اگر ان کتابوں کا بغور مطالعہ کرلیں تو انہیں مستشرقین کے دائرہ اثر سے نکلنے کا موقع مل جائے گا۔

علامہ تقی الدین سبکی کی کتاب ’’السیف المسلول علیٰ من سب الرسول ‘‘مشہور حنفی عالم علامہ زین العابدین شامی کی ’’تنبیہ الولاۃ والحکام علی أحکام شاتم خیر الانام ‘‘اور علامہ ابن تیمیہ کی شہرۂ آفاق تصنیف ’’الصارم المسلول علیٰ شاتم الرسول ‘‘اس موضوع پر ایسی کتابیں ہیں جنہوں نے کوئی پہلو تشنہ نہیں چھوڑا اور سب اس پر متفق ہیں کہ بارگاہ رسالت میں کسی بھی قسم کی تنقید کی سزا موت اور قتل ہے۔

چنانچہ جب اسلام اور مسلمانوں کا غلبہ تھا اور مسلمانوں کی عدالتیں دشمنوں کے دباؤ سے آزاد تھیں۔ تب کوئی ایسا واقعہ پیش آتا تو مجرم موت کی سزا پا کر کیفر کردار تک پہنچ جاتا۔ بلکہ نویں صدی کے وسط میں اندلس کے اندر ’’شاتمین رسول‘‘ نے ایک جماعت کی شکل اختیار کرلی تھی۔ لیکن مسلمان قاضیوں نے کوئی نرمی نہیں برتی اور اس کیس کے ہر مجرم کو سزائے موت دی۔ یولوجیس نامی عیسائی اس گروہ کا سربراہ تھا اور اس کی سزائے موت کے ساتھ ہی مسلم ہسپانیہ میں اس بدبخت جماعت کا خاتمہ ہوا۔ (تفصیل کے لیے دیکھئے: تاریخ ہسپانیہ:1/200)

عیسائی دنیا کے ساتھ عالم اسلام کے تصادم کی بڑی طویل تاریخ ہے اور باہمی دشمنی کی جڑیں صدیوں پر محیط ہیں۔ عیسائی پادریوں کی اسلام دشمنی اور مسلمانوں کے خلاف ان کے پروپیگنڈے کا خود عیسائی مؤرخین نے اعتراف کیا ہے۔

مشہور مورخ ڈوزی اپنی کتاب میں لکھتا ہے: ’’سب سے بڑھ کر پادری تھے جو شدید پیچ وتاب کھاتے تھے۔ جبلّی طور پر وہ محمد (ﷺ) کے پیروکاروں سے نفرت کرتے تھے اور اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ اسلام اور پیغمبر اسلام اور ان کی تعلیمات کے بارے میں وہ انتہائی باطل نظریات رکھتے تھے یا جس طرح وہ عربوں کے درمیان رہتے تھے تو ان کے لیے اس سے زیادہ کوئی چیز آسان نہ تھی کہ وہ ان معاملات میں سچائی سے آگاہی حاصل کرتے۔ لیکن انہوں نے اڑیل انداز سے، سرچشمے کے اس قدر قریب ہونے کے باوجود اس حصول آگاہی سے انکار کرتے ہوئے مکے کے پیغمبر سے متعلق ہر قسم کے مضحکہ خیز افسانے پر اعتبار کرنے اور اس کی تشہیر کرنے کو ترجیح دی۔ خواہ ایسے افسانے کا ماخذ کچھ بھی نہ ہو۔‘‘ (ہسپانوی اسلام، صفحہ:268)

اور جے جے سانڈرس لکھتا ہے کہ: ’’اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ پیغمبر عربی (ﷺ) کو عیسائیوں نے کبھی بھی ہمدردی اور التفات کی نظر سے نہیں دیکھا۔ جن کے لیے حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی شفیق اور معصوم ہستی

ہی آئیڈیل رہی ہے۔عیسائیت کو اسلام سے پہنچنے والے نقصانات اور پروپیگنڈا جو صلیبی جنگوں کے دور میں پھیلایا گیا۔غیر جانبدارانہ رائے کے لیے مدومعاون نہ تھے اور اس وقت سے لے کر تقریباً آج تک محمد (ﷺ) کو متنازعہ لٹریچر میں پیش کیا گیا ہے۔ بے ہودہ کہانیاں پھیلائی گئیں اور طویل عرصے تک ان پر یقین کیا جاتا رہا ہے۔‘‘ (عہد وسطیٰ کے اسلام کی تاریخ صفحہ 34-35)

ڈبلیو منٹگمری واٹ اپنی کتاب ’’اسلام کیا ہے؟‘‘ میں رقمطراز ہے کہ: ’’مشکل یہ ہے کہ ہم اس گہرے تعصب کے وارث ہیں جس کی جڑیں قرون وسطیٰ کے جنگی پروپیگنڈے میں پیوست ہیں۔اب اس کا وسیع پیمانے پر اعتراف کیا جانا چاہیے۔تقریباً آٹھویں صدی عیسوی سے عیسائی یورپ نے اسلام کو اپنا عظیم دشمن سمجھنا شروع کیا جو عسکری اور روحانی حلقہ اثر میں اس کے لیے خطرہ تھا۔اسی مہلک خوف کے زیر اثر عیسائی دنیا نے اپنے اعتقاد کو سہارا دینے کے لیے اپنے دشمن کو ممکنہ حد تک انتہائی ناپسندیدہ نظر سے پیش کیا۔حتیٰ کہ بیسویں صدی کے دوسرے نصف میں بھی ان کے کچھ اثرات باقی ہیں۔‘‘ (اسلام کیا ہے، صفحہ:201)

اور ایک جگہ ڈاکٹر واٹ اس بات کا اعتراف کرتا ہے: ’’اسلام کے بارے میں ہمارا رویہ مجموعی طور پر غیر جانبدرانہ نہیں ہے۔کسی حد تک اب بھی ہم عہد وسطیٰ کے جنگی پروپیگنڈے کے زیر اثر ہیں۔‘‘

ان اقتباسات کے پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اسلام کے ساتھ عیسائی دنیا کی دشمنی اسے توہین رسالت کے جرم پر وقتاً فوقتاً آمادہ کرتی رہی ہے اور گزشتہ دو تین صدیوں سے ’’آزادیٔ اظہار رائے‘‘ کی جو مسموم ہوا یورپ میں چل پڑی ہے۔اس ناقابل معافی جرم کو بھی وہ اس کی بھینٹ چڑھانے کی سعی کر رہی ہے۔پاکستان میں قابل فہم طور پر ایک مسلم ریاست ہونے کے ناطے ’’توہین رسالت‘‘ کی سزا موت ہے۔مغربی ممالک نے اس قانون کے خلاف بڑا واویلا مچایا اور اسے ’’آزادی‘‘ کے خلاف قرار دے کر مختلف حکومتوں پر یہ قوتیں دباؤ ڈالتی رہیں۔لیکن الحمدللہ! یہاں کی عوامی قوت کے خوف سے کوئی حکومت اب تک اس میں تبدیلی نہیں کرسکی ہے۔

ایک مشہور بیوروکریٹ اور ادیب قدرت اللہ شہاب نے اس سلسلے میں مسلمانوں کے جذبات کا تجزیہ کرتے ہوئے کافی حد تک صحیح لکھا ہے: ’’رسول خدا ﷺ کے متعلق اگر کوئی بدزبانی کرے تو لوگ آپے سے باہر ہو جاتے ہیں اور کچھ لوگ تو مرنے کی بازی لگا بیٹھتے ہیں۔اس میں اچھے، نیم اچھے، برے مسلمان کی بالکل کوئی تخصیص نہیں۔بلکہ تجزیہ تو اسی کا شاہد ہے کہ جن لوگوں نے ناموس رسالت پر اپنی جان عزیز کو قربان کر دیا۔ظاہری طور پر نہ تو وہ علم وفضل میں نمایاں تھے اور نہ زہد وتقویٰ میں ممتاز تھے۔ایک عام مسلمان کا شعور اور لاشعور جس شدت اور دیوانگی کے ساتھ شانِ رسالت کے حق میں مضطرب ہوتا ہے۔اس کی بنیاد عقیدہ سے زیادہ عقیدت پر مبنی ہے۔خواص میں یہ عقیدت ایک جذبہ اور عوام میں ایک جنون کی صورت میں نمودار ہوتی ہے۔‘‘

ایک عام مسلمان کا حضور اکرم ﷺ کے ساتھ عقیدت ومحبت کا یہ عالم ہے کہ وہ ناموس رسالت پر کٹ مرنے کو اپنے لیے مایہ فخر سمجھتا ہے اور مولانا محمد علی جوہر کی ایمانی غیرت وحمیت کے یہ الفاظ تقریباً ہر مسلمان کے جذبات کی ترجمانی کرتے ہیں: ’’جہاں تک خود میرا تعلق ہے۔مجھے نہ قانون کی ضرورت ہے نہ عدالتوں کی حاجت۔

اگر کوئی ہندوستانی اس قدر شقی القلب ہے کہ انسان جو اشرف المخلوقات ہے۔ ان میں سب سے اشرف نبی سرور کونین ﷺ اور باعث تکوین دو عالم کا جو تقدس میرے دل میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ اس کا اتنا پاس بھی نہیں کرتا کہ اس برگزیدہ ہستی کی توہین کر کے میرے قلب کو چور چور کرنے سے احتراز کرے...... تو مجھ سے جہاں تک صبر ہو سکے گا صبر کروں گا۔ جب صبر کا جام لبریز ہو جائے گا تو اٹھوں گا اور یا تو اس گندہ دل، گندہ دماغ، گندہ دہن کافر کی جان لے لوں گا یا اپنی جان اس کی کوشش میں کھودوں گا۔'' (مولانا محمد علی جوہر، آپ بیتی اور فکری مقالات، صفحہ۲۳۲)

جب کہیں مسلمان خود اقلیت میں ہو گئے یا مسلمانوں کی عدالتیں غیروں کے دباؤ میں آ گئیں اور وہاں توہین رسالت کے مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لئے انصاف کے راستوں میں رکاوٹیں پیش آنے لگیں۔ تب سے عام مسلمانوں نے کسی قانون اور عدالت کی پرواہ نہیں کی۔ غازی علم دین شہید سے لے کر عامر چیمہ شہید تک ناموس رسالت پر کٹ مرنے والے سعادت مندوں نے خود کو فنا کر کے دوام حاصل کیا۔

جہاں تک آزادی یا آزادی اظہار رائے کا تعلق ہے تو دنیا کے کسی بھی دستور میں ''آزادی مطلق'' کا حق نہیں دیا گیا۔ یہاں سیکولر ہونے کے دعویٰ دار اور چند معروف دستوروں کے حوالے دیئے جاتے ہیں۔ سب سے پہلے فرانس کو لے لیں جہاں کے اخبارات نے حضور اکرم ﷺ کی شان میں اہانت آمیز خاکے شائع کئے ہیں اور اسے ''آزادی اظہار رائے'' کا اپنا حق قرار دیا ہے۔

اس کے آرٹیکل نمبر 1 میں کہا گیا ہے: ''انسان آزاد پیدا ہوا ہے اور آزاد رہے گا اور سب کو مساوی حقوق حاصل ہوں گے۔ لیکن سماجی حیثیت کا تعلق مفاد عامہ کے پیش نظر کیا جائے گا۔''

اور آرٹیکل نمبر 4 میں کہا گیا ہے: ''آزادی کا حق اس حد تک تسلیم کیا جائے گا جب تک کہ اس سے کسی دوسرے شخص کا حق متاثر یا مجروح نہ ہو اور ان حقوق کا تعین بھی قانون کے ذریعہ کیا جائے گا۔''

جرمنی کے آئین کے آرٹیکل نمبر 5 میں کہا گیا ہے: ''ہر شخص کو تحریر، تقریر اور اظہار خیال کی آزادی کا حق حاصل ہے۔'' مگر اس کے ذیلی آرٹیکل نمبر 2 میں واضح کر دیا گیا ہے کہ: ''یہ حقوق شخصی عزت و تکریم کے دائروں میں رہتے ہوئے استعمال کئے جاسکیں گے۔''

امریکی دستور میں بھی مطلق آزادی کا کوئی تصور نہیں۔ امریکن سپریم کورٹ کے فیصلے کے مطابق دستور میں ایسی تحریر اور تقریر کی اجازت نہیں جو عوام میں اشتعال انگیز یا امن عامہ میں خلل اندازی کا سبب بنے یا اس سے اخلاقی بگاڑ پیدا ہو۔ ریاست کو ایسی آزادی سلب کرنے کا اختیار دیا گیا۔ اسی طرح آزادیٔ مذہب کے نام پر توہین مسیح کے ارتکاب کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ (امریکن سپریم کورٹ کے اس فیصلے کی تفصیل محمد اسماعیل قریشی ایڈووکیٹ نے اپنی کتاب ''ناموس رسالت اور توہین رسالت'' کے باب پنجم میں لکھی ہے)

یہی حال برطانیہ کا ہے۔ وہاں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا برطانیہ کی ملکہ کی شان میں کسی قسم کی گستاخی کی اجازت نہیں۔ وہاں ہائیڈ پارک میں ''اسپیکر کارنر'' کے نام سے ایک گوشہ مختص ہے۔ جہاں مخصوص اوقات میں ہر شخص

کو جو جی میں آئے کہنے یا بکنے کی چھوٹ دی گئی ہے۔ لیکن یہاں بھی کسی کو یہ اجازت نہیں کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کرے یا ملکہ کی شان میں گستاخی کرے۔

جب خود ان قوموں کے دساتیر میں ''آزادیٔ اظہار رائے'' کو مشروط کیا گیا کہ اس کی اسی وقت اجازت ہے جب وہ کسی کے حق اور جذبات کو مجروح کرنے کا ذریعہ نہ بنے۔ ایسے میں قانونی حوالے سے اس کا جواز کیونکر ہوسکتا ہے کہ کائنات کی سب سے بزرگ ہستی کی توہین کی جائے۔ جو دنیا کے مختلف خطوں میں رہنے والے اربوں مسلمانوں کے جذبات مجروح کرنے کا ذریعہ بنتی ہے......!!

حقیقت یہ ہے کہ ناموس رسالت پر حملوں کے اس طرح کے افسوس ناک واقعات، عیسائی دنیا کی اس پرانی اسلام دشمنی کا نتیجہ ہیں جو صدیوں سے قائم ہے اور قرب قیامت تک قائم رہے گی۔ پیغمبر اسلام اور اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ۔ اس کے متعصّبانہ خمیر میں شامل ہے اور اس کے لیے انہوں نے بڑے بڑے ادارے قائم کیے جن کے تحت ہزاروں افراد کام کررہے ہیں۔ یہ لوگ صدیوں سے اسلام کے قلعے پر علمی، عملی اور سائنسی محاذوں سے حملہ آور ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ اس قلعے میں شگاف پڑے۔ انہیں معلوم ہے کہ دین اسلام ہی ان کی ظاہری چمک دمک والی لیکن اندر سے کھوکھلی اور فرسودہ تہذیب کو کارزار حیات میں شکست و ریخت سے دوچار کر کے مٹا سکتا ہے کہ وہی ایک زندہ جاوید اور قیامت تک رہنے والا دین برحق ہے............!

''یُرِیدُونَ لِیُطْفِؤُا نُورَاللّٰهِ بِأَفْوَاهِهِم • وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُورِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝''

پاکستان میں توہین رسالت کا قانون اور پس منظر

پاکستان، اسلام کے نام پر بننے والا ملک ہے۔ جس کی پہچان اور دنیا کے نقشے پر جس کے وجود میں آنے کا جواز اسلام اور اس کی تعلیمات کا عملی نفاذ تھا۔ برصغیر میں ناموس رسالت کے تحفظ کے لیے بڑی ایمان افروز تحریکیں چلی ہیں اور خواجہ بطحا صلی اللہ علیہ وسلم کے تقدس پر جانیں قربان کرنے کی لہورنگ تاریخ مرتب ہوئی ہے۔ عام مسلمانوں نے جب بھی دیکھا کہ توہین رسالت کے مجرم کو قانون گنجائش فراہم کررہا ہے اور انصاف پر قانون کی گرفت ڈھیلی پڑرہی ہے۔ تب مسلمانوں نے انصاف خود اپنے ہاتھوں میں لیا ہے۔ انہوں نے کسی قانون، کسی کالے ضابطے کی پرواہ نہیں کی۔

انیسویں صدی کے دوسرے عشرے میں راجپال نامی بدبخت نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی پر مشتمل ایک کتاب ''رنگیلا رسول'' کے نام سے لکھی تھی۔ انگریز کا قانون نافذ تھا۔ مسلمان بجا طور پر مشتعل تھے۔ دفعہ 144 نافذ کردیا گیا تھا اور کسی قسم کے جلسے اور اجتماع کی اجازت نہیں تھی۔ اس موقع پر خطیب الہند حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ نے جو تقریر کی۔ اس سے مسلمانوں کے جذبات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ انہوں نے فرمایا:

''جب تک ایک مسلمان بھی زندہ ہے۔ ناموس رسالت پر حملہ کرنے والے چین سے نہیں رہ سکتے۔ پولیس جھوٹی، حکومت کوڑھی اور ڈپٹی کمشنر نااہل ہے۔ ہندو اخبارات کی ہرزہ سرائی تو روک نہیں سکتا۔ لیکن علمائے کرام کی تقریریں روکنا چاہتا ہے۔ وقت آگیا ہے کہ دفعہ 144 کے یہیں پرخچے اڑا دیے جائیں۔ میں دفعہ 144 کو اپنے جوتے کی نوک تلے مسل کر بتادوں گا:

پڑا فلک کو دل جلوں سے کام نہیں
جلا کے راکھ نہ کر دوں تو داغ نام نہیں

راجپال کو غازی علم دین نے حملہ کر کے ٹھکانے لگایا اور یوں جس انصاف کو فراہم کرنے میں عدالت پس پشت سے کام لیتی رہی۔ ایک عام مسلمان نے بڑھ کر قانون اپنے ہاتھ میں لیا اور مجرم کو کیفر کردار تک پہنچایا۔

انگریز دور حکومت میں مجموعہ تعزیرات ہند نافذ تھا۔ جس کے دفعہ 295-C کا اضافہ کیا گیا جس میں پیغمبر اسلام ﷺ کی شان میں گستاخی کے مجرم کو عمر قید یا موت کی سزا مقرر کی گئی۔ 30 اکتوبر 1990ء میں وفاقی شرعی عدالت نے ''عمر قید'' کی سزا کو غیر شرعی قرار دے کر منسوخ کر دیا اور صرف موت کی سزا کو برقرار رکھا جس کے الفاظ یہ ہیں: ''جو شخص بذریعہ الفاظ زبانی، تحریری یا اعلانیہ اشارتاً کنایتاً بہتان تراشی کرے، یا رسول کریم ﷺ کے پاک نام کی بے حرمتی کرے۔ اسے سزائے موت دی جائے گی اور وہ جرمانہ کا بھی مستوجب ہوگا۔''

مغرب اور حقوق انسانی کی نام نہاد تنظیموں نے اس قانون کے خلاف زبردست پروپیگنڈہ کیا اور مختلف حکومتوں پر اس میں ترمیم اور تخفیف کرنے کے لیے دباؤ ڈالا جاتا رہا۔ بعض حکمران اس میں ترمیم کے لیے آمادہ بھی ہوئے۔ لیکن عوامی طاقت کے خوف سے وہ اس میں تبدیلی نہیں کر سکے...... اس سلسلے میں ختم نبوت سے وابستہ علماء اور مخلص کارکنوں کا کردار قابل رشک رہا۔ انہوں نے جہاں کہیں اس طرح کی سازش کی بو محسوس کی۔ عوام میں بیداری کے لیے ''ہشیار باش'' کی صدا لگائی اور لوگوں کو بروقت جگانے کا فریضہ انجام دیتے رہے اور ایک مؤمن کے لیے اس سے بڑھ کر اور سعادت کیا ہو سکتی ہے کہ اس کے وقت، اس کے مال، اس کی فکر اور اس کی مساعی کا محور آقائے نامدار ﷺ کی ناموس کا تحفظ ہو۔ مبارک ہیں ایسے لوگ...... ! اور قابل رشک ہیں ان کی زندگی کے لمحات......!

آخر بات

جہاں تک مغرب اور کفریہ طاقتوں سے دلائل کی روشنی میں مکالمے کا تعلق ہے۔ یہ بات اپنی جگہ بے غبار ہے کہ ان کا رویہ عناد اور دشمنی پر مبنی ہے اور ایک عناد اور کینہ رکھنے والا دشمن، دلائل سے بھی متاثر نہیں ہوتا۔ اس کے پاس اگر طاقت ہوتی ہے تو دلائل کا ٹکسال بھی اس کا اپنا ہوتا ہے اور خیر وشر کے پیمانے بھی وہ خود بناتا اور بگاڑتا ہے...... ہاں! اہل اسلام کا یہ فریضہ ضرور ہے کہ وہ انسانیت کی ابدی صداقتوں کی روشنی میں حق اور حقیقت کو اجاگر کریں۔ خیر وشر اور نیکی اور بدی کے صحیح پیمانوں کا تعارف کرائیں اور داعیانہ اسلوب میں واضح کریں کہ کائنات کی مقدس ترین ہستی کی شان میں گستاخی صرف مسلمانوں کے جذبات مجروح ہونے کا سبب نہیں۔ بلکہ یہ اہانت آمیز رویہ اختیار کرنے والی ان قوموں کے لیے دنیا اور آخرت کی بربادی اور تباہی کا ذریعہ بھی ہے۔

قرآن کریم نے اپنے بلیغ اسلوب بیان میں جگہ جگہ اس کا ذکر کیا ہے۔ ارشاد ہے: ''اور بلاشبہ آپ سے پہلے رسولوں سے بھی ہنسی کرتے رہے۔ پھر گھیر لیا ان ہنسی کرنے والوں کو اس چیز نے جس پر ہنسا کرتے تھے۔'' یعنی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ استہزاء کرتے تو انبیاء ان کو عذاب سے ڈراتے۔ لیکن وہ اس عذاب کا بھی تمسخر

اڑاتے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اسی عذاب میں مبتلا کیا جس کا وہ مذاق اڑاتے تھے۔

اس آیت مبارکہ میں رسول اکرم ﷺ کو دو طرح سے تسلی دی گئی ہے۔ ایک تو انبیاء سابقین کے ساتھ بھی کفار کے استہزاء کا ذکر کیا گیا اور بتایا گیا کہ یہ کوئی نئی بات نہیں۔ بلکہ آپ سے پہلے بھی انبیاء کو ان حالات سے دو چار ہونا پڑا ہے۔ لہٰذا آپ کفار کی تمسخر آمیز فرمائشوں سے دل گیر نہ ہوں۔ برابر اپنے دعوتی پروگرام کو آگے بڑھاتے رہئے اور آیت کے دوسرے حصے میں بتایا کہ ایسے بد بخت اور موذی لوگوں سے متعلق سنت اللہ بھی یہ رہی ہے کہ ان کو کچھ مہلت دینے کے بعد بالآخر دنیا ہی میں عذاب الٰہی سے دوچار ہونا پڑا ہے اور اپنے انجام بد کو وہ پہنچے ہیں۔

مفسرین نے لکھا ہے کہ کفار میں سے جو لوگ آپ کا زیادہ مذاق اڑایا کرتے تھے۔ ان میں ولید بن مغیرہ، عاصم بن وائل، اسود بن عبدالمطلب، اسود بن عبدیغوث اور حارث بن قیس پیش پیش تھے۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ حرم میں تشریف فرما تھے کہ جبرئیل امین تشریف لائے اور ان پانچوں میں سے ہر ایک کے مختلف اعضاء کی طرف اشارہ کیا جو ان کی ہلاکت کا سبب بنا۔

ایک دوسری آیت کریمہ میں ارشاد ہے: ''اور بہت سے پیغمبر آپ سے پہلے گزر چکے ہیں۔ بلاشبہ ان کا مذاق اڑایا گیا۔ میں نے ان کو مہلت دی۔ پھر ان کو پکڑ لیا۔ سو ان کا عذاب کس قدر دردناک تھا......!''

اس لیے فخر موجودات حضرت پیغمبر اسلام ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے، انسانیت کے مجرموں پر اس حقیقت کو بار بار واضح کرنے کی ضرورت ہے کہ ان کا احترام، ان کی دنیوی اور اُخروی تباہی اور بربادی کا ذریعہ ہے۔ اللہ کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں۔ اس کی پکڑ آئے گی اور ضرور آئے گی۔ پس اقوام و مال کی تباہی کی تاریخ سے ہے کوئی عبرت حاصل کرنے والا......!!

یَاحَیُّ — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — یَا قَیُّوم

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ o اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ o

سیرت نبوی ﷺ پر عمل کی نیت سے ڈاکٹر عبدالحی عارفی ؒ کی تالیف ''اسوۂ رسول اکرم ﷺ'' کا مطالعہ بہت مفید ہے۔

خصوصی گزارش: مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ جانے والے حضرات سے حرم کعبہ اور روضۂ رسول ﷺ پر حاضری کے وقت خصوصی دعا اور سلام پیش کرنے کی درخواست ہے

نیک بنو، نیکی پھیلاؤ / شیخ محمد عاطف پوری، اوکاڑہ Email:Muhammadatif78692@ovi.com

حضرت عامر بن عبداللہ التمیمی رضی اللہ عنہ!

عبدالرحیم ندوی

حضرت عمرؓ کا دور خلافت ہے۔ ابھی بڑے بڑے صحابہ کرام اور تابعین عظام کی جماعت موجود ہے۔ خلیفۃ المسلمین حضرت عمرؓ کے حکم سے بلاد عجم میں ایک شہر کی داغ بیل ڈالی گئی ہے۔ جس کو بصرہ کے نام سے جانا جاتا ہے۔ بصرہ بلاد عجم میں ایک فوجی چھاؤنی، دعوت کا مرکز اور منبع نور وہدایت کی حیثیت سے آباد کیا گیا ہے۔

چنانچہ جزیرہ عرب کے ہر خطہ نجد، حجاز ویمن سے مسلمان کھنچ کھنچ کے چلے آرہے ہیں۔ سب کا مقصد سرحد اسلامی کی حفاظت ہے۔ قافلہ نجد میں قبیلہ تمیم کا ایک نوجوان بھی شامل ہے۔ جس کو لوگ عامر بن عبداللہ التمیمی کے نام سے جانتے ہیں۔ جوانی کی دہلیز میں قدم رکھنے والے اس نوجوان کی روشن پیشانی، شرافت ونجابت، ذہانت وفطانت، قلب کی طہارت اور فطرت کی پاکیزگی کا پتہ دے رہی ہے۔ بصرہ اگرچہ ابھی نیا نیا آباد ہوا ہے۔ لیکن دوسرے اسلامی شہروں کے مقابلہ میں یہ شہر زیادہ مالدار اور ثروت والا ہے۔ اس کی وجہ فتوحات کی کثرت، مال غنیمت کی بہتات ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ مال کا ایک سیلاب ہے جو ہر طرف سے اس شہر میں امڈا آرہا ہے۔

لیکن اس تمیمی نوجوان کو اس سے کچھ بھی لینا دینا نہیں ہے۔ مال ودولت سے بے رغبت یہ نوجوان صرف اللہ کا دلدادہ ہے۔ دنیا اور دنیا کی آرائش سے کنارہ کش یہ اللہ کا بندہ اللہ کی مرضیات کے حصول میں مگن ہے۔ اس وقت اس نو آباد شہر کے والی اور ذمہ دار صحابی رسول ابوموسیٰ اشعری ہیں۔ یہی یہاں کے گورنر، فوج کے کمانڈر، مسجد کے امام اور مدرسہ کے معلم ہیں۔ یعنی اپنی قابلیت وصلاحیت سے ان تمام امور کو انجام دے رہے ہیں۔ بس عامر عبداللہ، حضرت ابوموسیٰ اشعری کے ساتھ ہوگئے اور پھر سفر وحضر امن وجنگ ہر حال میں ان کے ساتھ رہنے لگے۔ چنانچہ عامر نے ابوموسیٰ اشعری رحمہ اللہ علیہ سے قرآن کو اس طرح پڑھا جیسے رسول پاک ﷺ کے قلب اطہر پر نازل ہوا تھا۔ حدیث رسول ﷺ کی اس طرح روایت کی جیسے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا اور انہیں کی شاگردی میں ’’تفقہ فی الدین ‘‘ کی دولت سے مالا مال ہوئے۔ جب انہوں نے کامل علم حاصل کرلیا تو اپنے معمولات کچھ اس طرح بنائے کہ اپنے اوقات کو تین حصوں میں تقسیم کردیا۔ ایک حصہ خاص کردیا۔ تعلیم وتعلم کے لئے۔ اس وقت آپ بصرہ کی مسجد میں لوگوں کو قرآن وحدیث کی تعلیم دیتے۔ ایک حصہ عبادت کے لئے خاص تھا۔ اس میں اپنے رب کے سامنے کھڑے ہوتے۔ لمبی لمبی نمازیں پڑھتے کہ پاؤں تھک تھک جاتے، اور ایک حصہ جہاد فی سبیل اللہ کے لئے خاص کردیا تھا۔ اس میں اللہ کے راستہ میں جہاد کرتے تھے۔ انہوں نے چوبیس گھنٹہ کی زندگی میں کوئی وقت خالی نہ چھوڑ رکھا تھا۔ جس میں ان تین کاموں کے علاوہ کوئی اور کام نہ کرتے۔ یہاں تک کہ لوگ آپ کو زاہد بصرہ کے لقب سے پکارنے لگے۔

عامر بن عبداللہ کے واقعات میں بصرہ کے ایک شخص نے بیان کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک سفر میں عامر کے

ساتھ تھا، جب رات ہوئی تو ہم نے ایک نالہ کے پاس جنگل تھا۔ اس جگہ قیام کیا۔ میں نے دیکھا عامر نے اپنا سامان جمع کیا۔ گھوڑے کو ایک درخت سے باندھا۔ اس کی رسی ذرا لمبی کر دی اور گھاس لا کر اس کے سامنے ڈال دیا۔ خود اس جنگل میں گھس گئے۔ میں نے سوچا آج ان کے پیچھے چلتے ہیں۔ دیکھیں رات کو یہ کیا کرتے ہیں۔

میں نے دیکھا چلتے چلتے وہ ایک ٹیلہ پر پہنچے۔ جو درختوں سے گھرا ہوا تھا۔ لوگوں کی نگاہ اس پر نہیں پڑ سکتی تھی۔ قبلہ رخ ہوئے اور نماز کی نیت باندھ لی۔ بخدا میں نے اس سے زیادہ کامل خشوع وخضوع والی نماز اپنی عمر میں اس سے پہلے نہیں دیکھی تھی۔ جب نماز پڑھ چکے تو دعا شروع کی۔ منجملہ اور دعاؤں کے یہ دعا بھی تھی۔ الٰہی! تو نے اپنے حکم سے مجھے پیدا فرمایا اور اپنی مشیت سے اس دنیا کی آزمائش میں لاکھڑا کیا ہے۔ پھر تو نے یہ حکم دیا کہ میں اپنے اوپر ضبط کروں تو اے طاقت والے، اے قوت والے، کیسے میں اپنے نفس پر قابو پا سکتا ہوں۔ اگر تو نے اپنے لطف وکرم سے میری مدد نہیں فرمائی۔ اے بار الٰہا! تو جانتا ہے کہ اگر پوری دنیا اور دنیا کا سارا ساز وسامان مجھ کو مل جائے اور کوئی تیری رضا کے بدلے مجھ سے مانگے تو میں اس کو دے دوں گا۔ لہٰذا اے ارحم الراحمین تو مجھ کو بخش دے۔ اے رب کریم! میں نے تجھ سے ایسی محبت کی ہے کہ اس نے ہر مصیبت کو میرے لئے آسان اور ہر فیصلہ پر مجھ کو راضی کر دیا ہے۔ اگر تیری محبت مجھ کو حاصل ہے تو پھر مجھ کو اس کی کوئی پرواہ نہیں کہ میرے شام وسحر کیسے گزر رہے ہیں۔

راوی کہتے ہیں کہ پھر مجھ پر نیند کا غلبہ ہونے لگا تو میں نیم بیداری، نیم خوابی کے عالم میں رہا اور عامر کھڑے اپنے رب کی عبادت ومناجات کرتے رہے۔ یہاں تک کہ صبح نمودار ہوگئی۔ جب صبح ہوئی تو فجر کی نماز ادا کی اور دعاء فرمائی۔ اے اللہ! صبح روشن ہوگئی ہے۔ لوگ آ جا رہے ہیں۔ ہر شخص اپنی حاجت میں تیرے رزق کی تلاش میں لگا ہے۔ ہر ایک کی ایک حاجت اور ضرورت ہے۔ لیکن تیرے بندے عامر کی ضرورت صرف یہ ہے کہ تو اس کو معاف فرمادے۔ اے اللہ! تو میری اور لوگوں کی ضرورت پوری فرمادے۔

اے اللہ! میں نے تجھ سے تین چیزیں مانگی تھیں۔ تو نے دو قبول فرمائیں ایک قبول نہیں فرمایا۔ اے اللہ! تو اس کو بھی قبول فرمالے تاکہ تیری عبادت اس طرح کر سکوں جیسے میں کرنا چاہتا ہوں۔ پھر اپنی جگہ سے اٹھے تو ان کی نگاہ مجھ پر پڑی۔ وہ گھبرا اٹھے۔ اس لئے کہ سمجھ گئے کہ میں نے رات کا ماجرا دیکھا ہے۔ ایسا لگا کہ ان کی کوئی بڑی پونجی گم ہوگئی۔ پھر بڑے غم بھرے لہجہ میں بولے، بھائی! میں سمجھ رہا ہوں کہ آج رات تم مجھ کو دیکھ رہے تھے۔

میں نے کہا: جی ہاں!

فرمایا: جو کچھ دیکھا ہے لوگوں سے مخفی رکھنا، اللہ تمہاری ستاری فرمائے گا۔

میں نے کہا آپ وہ تینوں باتیں مجھے بتادیں۔ جو اپنے رب سے مانگی ہیں۔ ورنہ میں تو اس راز کو فاش کر دوں گا۔ انہوں نے بڑی لجاجت سے کہا نہ ایسا نہ کرو۔ میں نے کہا نہیں آپ میری شرط پوری کیجئے۔ جب انہوں نے میرا اصرار دیکھا تو فرمایا کہ اچھا تم مجھ سے وعدہ کرو کہ کسی اور کو نہیں بتاؤ گے۔ میں نے کہا اللہ سے وعدہ کرتا ہوں کہ آپ کی زندگی میں کسی کو نہیں بتاؤں گا۔

فرمایا: میرے نزدیک دین کے سلسلہ میں عورتوں سے زیادہ کوئی چیز خطرہ کی نہیں تھی تو میں نے اللہ سے دعاء کی کہ عورت کی محبت میرے دل سے نکال دے۔ اس کو اللہ نے قبول فرمالیا۔

میں نے کہا: دوسری بات؟

فرمایا: دوسرے یہ کہ میں نے دعاء مانگی اے اللہ! میں تیرے سوا کسی سے نہ ڈروں۔ چنانچہ یہ بھی قبول ہوگئی۔ اب میں آسمان وزمین میں سوا اللہ کے کسی سے نہیں ڈرتا۔

میں نے کہا: تیسری چیز؟

فرمایا: میں نے اپنے رب سے دعا کی کہ اے اللہ! مجھ سے نیند ختم کردے تاکہ میں رات دن تیری عبادت کرسکوں۔ اللہ نے اس کو قبول نہیں فرمایا۔ جب میں نے یہ سنا تو کہا، عامر! اپنے اوپر رحم کرو۔ تم پوری رات کھڑے ہوکر اللہ کی عبادت میں اور دن بھر روزہ رکھ کر گزارتے ہو۔ جنت کی نعمت تو اس سے کم میں مل سکتی ہے اور دوزخ کے عذاب سے تو اس سے کم مجاہدہ میں بچا جاسکتا ہے۔

فرمایا: میں ڈرتا ہوں کہ کہیں اس دن مجھ کو ندامت نہ ہو۔ جس دن ندامت کوئی فائدہ نہ دے گی۔ بخدا میں اللہ کی عبادت میں مجاہدہ کرتا رہوں گا۔ جب تک میرے اندر اس کی سکت باقی رہے گی۔ پھر بھی اگر نجات پاگیا تو یہ اللہ کا رحم ہوگا اور اگر دوزخ میں ڈال دیا گیا تو یہ میری کوتاہی کا نتیجہ ہوگا۔

مگر یہ بھی یاد رہے کہ عامر بن عبداللہ صرف رات کے عبادت گزار ہی نہ تھے۔ بلکہ میدان جنگ کے شہسوار بھی تھے۔ جب اللہ کا منادی جہاد کی ندا لگاتا تو عامر بن عبداللہ سب سے پہلے لبیک کہنے والوں میں ہوتے۔ جب مجاہدین کے ساتھ غزوہ میں جانا ہوتا تو مناسب جماعت کی تلاش میں رہتے۔ تاکہ اس کے ساتھ ہولیں۔ جب ایسی جماعت مل جاتی جن کی رفاقت مناسب معلوم ہوتی تو ان سے کہتے۔ بھائیو! میں تمہارے ساتھ چلنا چاہتا ہوں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ تم اپنے تین کام میرے حوالہ کردو۔

وہ پوچھتے: وہ کیا؟

فرماتے پہلی بات یہ کہ میں سفر میں آپ سب کا خدمت گذار رہوں گا۔ خدمت میں مجھ سے کوئی جھگڑے گا نہیں۔ دوسرے یہ کہ نماز کے لئے اذان میں دوں گا۔ تیسرے یہ کہ اپنی استطاعت کے بقدر میں آپ لوگوں پر خرچ کروں گا۔ اگر وہ منظور کرتے تو ان کے ساتھ ہو جاتے۔ راستہ میں اگر کوئی شخص ان کاموں میں ان سے مزاحمت کرتا تو ان کا ساتھ چھوڑ کر کسی اور جماعت کے ساتھ ہولیتے۔

عامر بن عبداللہ ان مجاہدین میں تھے جو لڑائی میں تو پیش پیش اور مال غنیمت لینے میں گریز کرنے والے تھے۔ وہ خطرات مول لینے میں آگے آگے اور نفع حاصل کرنے میں پیچھے پیچھے رہتے تھے۔ یہ سعد بن وقاص ہیں۔ اسلامی فوج کے کمانڈر، جنگ قادسیہ میں فتح ہوتی ہے۔ یہ کسریٰ کے محل میں اترتے ہیں اور عمر بن مقرن کو حکم دیتے ہیں کہ مال غنیمت جمع کرواور اس کو شمار کرو۔ تاکہ خمس بیت المال میں اور باقی مجاہدین میں تقسیم کیا جاسکے۔ ان کے سامنے مال ودولت اور قیمتی قیمتی اشیاء کا اتنا بڑا ڈھیر لگ جاتا ہے جو بیان سے باہر ہے۔ کہیں بڑی بڑی مہر بند

ٹوکریاں ہیں۔جس میں شاہان ایران کے سونے چاندی کے برتن بھرے ہیں تو کسی طرف قیمتی لکڑی کے صندوق ہیں۔جس میں شاہ ایران کسریٰ کے جوڑے، ہار اور موتی و جواہر سے جڑی زر ہیں ہیں۔عورتوں کے سنگاردان ہیں۔ جو قیمتی زیورات اور عمدہ سنگار کے سامان سے پر ہیں۔اس میں شاہان ایران کی نیا میں ہیں۔جن میں ان کی تلواریں اور ان قائدین اور بادشاہوں کی تلواریں ہیں۔جو شاہان ایران کو مال غنیمت میں حاصل ہوئی تھیں۔

ابھی عمال مال غنیمت مسلمانوں کے سامنے شمار کر ہی رہے ہیں کہ ایک پراگندہ بال اور گرد سے اٹا شخص لوگوں کی طرف بڑھتا چلا آرہا ہے۔اس کے ساتھ ایک وزنی صندوقچہ ہے۔جو دونوں ہاتھوں سے اٹھائے ہوئے ہے۔لوگوں نے غور کیا تو کیا دیکھتے ہیں یہ تو بڑا قیمتی ہے۔ایسا تو کسی نے دیکھا بھی نہیں ہے اور اب تک اتنے مال جمع کئے گئے۔مگر اس میں کوئی چیز اتنی قیمتی نہیں ملی ہے۔جب کھولا تو وہ عمدہ اور قسم قسم کے ہیرے و جواہرات اور موتی سے بھرا تھا۔

لوگوں نے آدمی سے پوچھا۔اتنا قیمتی خزانہ تمہیں کہاں سے ہاتھ لگا۔اس نے کہا۔اسی معرکہ میں فلاں جگہ ملا ہے۔لوگوں نے کہا اس میں سے کچھ نکالا تو نہیں ہے۔اس نے کہا اللہ تمہیں ہدایت دے۔یہ صندوقچہ اور شاہان ایران کی تمام دولت میرے نزدیک تراش کر پھینکے جانے والے ناخن کے برابر بھی نہیں ہے۔اگر بیت المال کا حق نہ ہوتا تو اس کو چھوتا بھی نہیں۔وہیں پڑا رہنے دیتا۔لوگوں کو بڑا تعجب ہوا۔پوچھا آپ کون صاحب ہیں؟ انہوں نے کہا واللہ نہ تو میں تم کو اپنا پتہ بتاؤں گا نہ کسی اور کو کہ تم میری قصیدہ خوانی اور تعریف کرو۔بلکہ میں اللہ کی تعریف کرتا ہوں۔ اسی سے ثواب کی امید رکھتا ہوں۔پھر وہ شخص چلا گیا۔

لوگوں نے ایک شخص کو حکم دیا کہ جاؤ پتہ لگاؤ یہ کون صاحب ہیں؟ آدمی پیچھے چلا چلتے چلتے وہ اپنے ساتھیوں میں پہنچ گیا۔اس شخص نے ان کے ساتھیوں سے پوچھا کہ یہ کون صاحب ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ تم نہیں جانتے۔ارے یہ تو بصرہ کے زاہد عامر بن عبداللہ تمیمی ہیں۔عامر بن عبداللہ کو اس درجہ زہد وتقویٰ کے باوجود حاسدوں کے حسد اور دشمنوں کی دشمنی کی وجہ سے سخت حالات سے دوچار ہونا پڑا۔

ایک مرتبہ یہ واقعہ پیش آیا کہ پولیس والا ایک ذمی کو گھسیٹے لئے جارہا تھا اور زبردستی اس سے کام کروانا چاہتا تھا۔اس پر عامر بن عبداللہ نے اس کی مدد کردی اور نہ چاہتے ہوئے بھی اس کو ذمی کو چھوڑنا پڑا۔بس اس بات کو لے کر وہ خفا رہا اور بہت سی بے بنیاد باتیں جو آپ کی عبادت گذاری اور دنیا بے زاری میں معاون تھیں۔مثلاً یہ کہ سنت رسول سے ان کو بے رغبتی ہے کہ شادی نہیں کرتے اور گوشت نہیں کھاتے اور اس طرح کی بعض اور باتوں سے خلیفہ کے کان بھرے۔خلیفہ وقت حضرت عثمان ﷛ نے تحقیق کرائی تو معلوم ہوا۔سب الزامات ہیں۔حقیقت کچھ اور ہے۔پھر بھی احتیاطاً آپ سے درخواست کی گئی کہ بصرہ چھوڑ کر شام چلے جائیں۔آپ شام چلے گئے۔حضرت عثمان ﷛ نے شام کے گورنر کو حکم دیا کہ ان کا بھرپور استقبال کیا جائے۔چنانچہ ان کا خوب استقبال کیا گیا۔جب وہ بصرہ چھوڑنے لگے تو ایک جم غفیر آپ کو الوداع کہنے کے لئے آپ کے ساتھ نکلا۔جب ''ظاھر المربد'' پہنچے تو لوگوں سے کہا دیکھو میں دعا کرتا ہوں تم آمین کہو۔لوگ ساکت ہوگئے۔سب کی نگاہیں ان کی جانب اٹھ گئیں۔

انہوں نے ہاتھ اٹھایا اور دعا کی۔ اے اللہ! جس نے میرے خلاف لگائی بجھائی کی ہے۔ جھوٹے الزامات لگائے ہیں۔ اس شہر سے نکلوانے کا سبب بنا۔ میرے اور میرے ساتھیوں میں جدائی کا باعث ہوا۔ ہے۔ اے اللہ میں نے اس کو معاف کر دیا۔ تو بھی اس کو معاف کر دے۔ دنیا و آخرت دونوں جہاں میں اس کو عافیت و سلامتی عطاء فرما۔ مجھ کو اور اس کو اور سارے مسلمانوں کو اپنی بے پایاں رحمت سے ڈھانپ لے۔

پھر شام کی جانب روانہ ہوگئے اور بقیہ زندگی وہیں گذاری۔ بیت المقدس میں بود و باش اختیار کر لی۔ شام کے گورنر معاویہ بن ابوسفیان کی طرف سے ان کے ساتھ ان کے شایان شان عزت و اکرام کا برتاؤ کیا گیا۔ جب عامر کا آخری وقت آ گیا تو لوگ ان کے پاس حاضر ہوئے۔ دیکھا رو رہے ہیں۔ لوگوں نے کہا آپ کیوں روتے ہیں؟ آپ تو بڑی عبادت و ریاضت کرنے والے ہیں۔ فرمایا دنیا کی محبت یا موت کے ڈر سے نہیں روتا ہوں۔ روتا اس لئے ہوں کہ سفر بڑا طویل اور زاد راہ قلیل ہے۔ زندگی کے نشیب و فراز کو طے کرتے ہوئے زندگی کی شام آ پہنچی۔ نہیں معلوم دوزخ کی طرف جا رہا ہوں یا جنت کی طرف۔ اس کے بعد دنیا کے اس مسافر کی شام میں زندگی کی شام ہوگئی۔

آسمان ان کی لحد پر شبنم افشانی کرے

(بحوالہ: صور من حیاۃ التابعین)

حضرت مولانا عبدالرحمٰن اشرفی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال

جامعہ اشرفیہ لاہور کے شیخ الحدیث و نائب مہتمم حضرت مولانا عبدالرحمٰن اشرفی مورخہ ۲۲ رجنوری ۲۰۱۱ء کو لاہور ڈاکٹرز ہسپتال میں انتقال فرما گئے۔ اگلے روز بعد از ظہر جامعہ اشرفیہ میں آپ کے صاحبزادہ کی اقتداء میں نماز جنازہ ادا کی گئی۔ لاہور کے علماء و عوام ملک بھر کے علماء کرام ہزاروں کی تعداد میں آپ کے جنازہ میں شریک ہوئے۔ مولانا عبدالرحمٰن اشرفی حضرت مولانا مفتی محمد حسن امرتسری بانی جامعہ اشرفیہ کے منجھلے صاحبزادہ تھے۔ جامعہ اشرفیہ سے آپ نے ۱۹۵۳ء میں دورہ حدیث شریف کیا۔ انتہائی فاضل شخص تھے۔ صاحب طرز خطیب، نامور مذہبی اسکالر، ہردلعزیز مدرس تھے۔ آپ کو اللہ رب العزت نے خوبیوں کا مرقع بنایا تھا۔ عرصہ تک چنیوٹ اور پھر چناب نگر ختم نبوت کانفرنس میں آپ کا بڑے اہتمام سے بیان ہوتا رہا۔ تب مولانا محمد مالک کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبدالقادر آزاد رحمۃ اللہ علیہ آپ کے ساتھی ہوتے تھے۔ جس نشست میں ان تینوں حضرات کے بیانات ہوتے وہ نشست بہت نمایاں ہو جاتی تھی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگ رہنما مولانا خواجہ خان محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا آپ دل و جان سے احترام کرتے تھے۔ حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ سے بہت ہی محبت فرماتے تھے۔ حق تعالیٰ مرحوم کے درجے بلند فرمائیں۔ ان کے جانے سے علمی دنیا میں بہت بڑا خلا پیدا ہو گیا ہے۔ جو مدتوں پر نہ ہوگا۔ ادارہ لولاک حضرت مرحوم کے جملہ صاحبزادگان، و برادران، حضرت مولانا عبیداللہ اشرفی، حضرت مولانا فضل الرحیم اشرفی سے تعزیت مسنونہ کا عرض گذار ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے پسماندگان کو صبر جمیل نصیب فرمائیں۔ آمین!

حضرت ام ایمنؓ!

علی اصغر چوہدری

سرور عالم حضرت محمد مصطفیٰﷺ ایک دن صحابہ کرامؓ کی مجلس میں جلوہ افروز تھے۔ یہ ہجرت سے تھوڑا عرصہ پہلے کی بات ہے کہ ایک گہرے سرمئی رنگ کی باوقار خاتون آپﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپﷺ نے امی امی کہتے ہوئے ان کے لئے اپنی چادر مبارک بچھادی اور وہ خاتون اس پر بیٹھ گئیں۔ پھر آپﷺ نے فرمایا کہ:

’’اگر کوئی شخص جنت کی عورت سے نکاح کرنا چاہے تو وہ ام ایمنؓ سے کرے۔‘‘

اس مبارک خاتون کا نام برکتہ تھا اور کنیت ام ایمنؓ۔ ان کے والد ثعلبہ بن عمرو تھے جو حبش کے رہنے والے تھے۔ یہ خاتون رسول اللہﷺ کے والد ماجد جناب عبداللہ کی کنیز تھیں جن کی وفات کے بعد وہ سرور عالمﷺ کی والدہ ماجدہ جناب آمنہؓ کی خدمت کیا کرتی تھیں۔ آپﷺ کی پرورش کرنے میں اس خاتون کا بہت بڑا حصہ ہے۔ انہیں حضورﷺ سے اس قدر پیار تھا کہ بچپن میں آپﷺ کو بہلاتیں۔ کھلانے، پیلانے، نہلانے اور کپڑے پہنانے میں انہیں بے حد خوشی محسوس ہوتی تھی۔ ان کے پیار کو دیکھ کر لوگ رشک کیا کرتے تھے کہ جب بی بی آمنہؓ اپنے شوہر کی قبر کو دیکھنے کے لئے مکہ سے مدینہ روانہ ہوئیں تو ان کے ساتھ یہ خاتون بھی تھیں جو اس وقت سولہ سترہ سال کی تھیں۔ مدینہ سے واپسی پر جب مقام ابواء میں بی بی آمنہؓ کا انتقال ہوگیا تو انہوں نے ان کے دفن سے فارغ ہوکر حضورﷺ کو سینے سے لگایا اور اونٹنی پر سوار ہوئیں اور اپنی مالکن کے انتقال پر گہرے رنج اور اپنے ننھے حضورﷺ کی یتیمی پر ہچکیاں لیتی ہوئی مکہ روانہ ہوگئیں۔ وہ کبھی آپﷺ کی پیشانی چومتیں تھیں، کبھی روتی اور چلاتی تھیں۔ غرض اس کرب واذیت کے عالم میں انہوں نے اپنا سفر جاری رکھا اور ایک باہمت نوخیز خاتون کی طرح ننھے حضورﷺ کو سینے سے لگائے مکہ پہنچیں۔

ننھے حضورﷺ کی یتیمی اور طفولیت کے ایام میں آپﷺ کی سب سے بڑی ہمدرد یہی خاتون تھیں۔ سردار عبدالمطلب نے بھی انہیں ہی ننھے حضورﷺ کی خدمت، پرورش اور تربیت پر مامور فرمایا تھا۔ آپ کی خدمات کو یاد رکھتے ہوئے سرور عالمﷺ آپ کو امی بعد امی فرمایا کرتے تھے اور جب کبھی وہ آپﷺ کے پاس آتیں تو ان کے بے حد تعظیم فرماتے تھے۔ آپﷺ نے ان کو آزاد کردیا تھا۔ چونکہ اس خاتون نے نہ صرف حضورﷺ کو گود میں لے کر کھلایا تھا اور آپﷺ کی پرورش کی تھی۔ بلکہ انہوں نے آپﷺ کے والد ماجد اور والدہ ماجدہ، دادا اور دوسرے بزرگوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور ان کی خدمت کی تھی۔ اس لئے آپﷺ ان کی تعظیم فرماتے۔ ان کے گھر تشریف لے جاتے اور فرمایا کرتے تھے کہ: ’’میری والدہ کے بعد ام ایمنؓ میری والدہ ہیں۔‘‘ اور امی کہہ کر انہیں مخاطب فرماتے تھے۔ حدیث شریف میں ہے کہ آپﷺ ان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کرتے تھے کہ: ’’یہ میرے اہل بیتؓ کی یادگار ہیں۔‘‘ اور اس خاتون کو بھی اس پر بڑا ناز تھا۔

اس خاتون کا پہلا نکاح عبید بن زید سے ہوا جن سے ان کے فرزند اور مشہور صحابی ایمنؓ پیدا ہوئے اور یہ

خاتون اس فرزند کی وجہ سے ام ایمنؓ کی کنیت سے مشہور ہوئیں۔ ایمنؓ جنگ حنین میں شہید ہوئے تھے۔ جبکہ عبید حضورﷺ کی ہجرت سے بہت پہلے انتقال کر گئے تھے اور یہ خاتون اب بیوہ ہو چکی تھیں۔ اس لئے جب حضورﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص جنت کی عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو اس خاتون (ام ایمنؓ) سے کرے۔ چنانچہ حضرت زیدؓ اس پر راضی ہو گئے اور آپ نے ان سے نکاح کر لیا۔ حالانکہ وہ آپ سے تقریباً دگنی عمر والی تھیں۔

حضرت زیدؓ کی زوجہ بن جانے کے بعد یہ خاتون ان کے گھر آ گئیں اور ان کے بطن سے حضرت اسامہؓ بن زیدؓ پیدا ہوئے۔ حضرت زیدؓ کے گھر کی یہ حالت تھی کہ ایک پرانے بوریئے اور چند برتنوں کے سوا کوئی سامان نہ تھا۔ وہ نہایت سادہ زندگی بسر کرتے تھے۔ ایک دفعہ ایک شخص نے ان کی اس سادگی پر تعجب کا اظہار کیا تو آپ نے فرمایا کہ: ''اس گھر کی آرائش سے کیا فائدہ جس سے بہت جلد رخصت ہو جانا ہے۔''

حضورﷺ کے مزاح کے متعلق جو روایات بیان کی گئیں ہیں ان میں ایک روایت یہ بھی کہ ایک بڑھیا نے ایک بار آپﷺ سے عرض کیا کہ مجھے ایک اونٹ کی ضرورت ہے۔ آپﷺ عطا فرمائیں۔ جواب میں آپﷺ نے فرمایا کہ: ''اونٹ کا بچہ ملے گا۔'' بڑھیا نے کہا کہ: ''یا رسول اللہﷺ میرے ماں باپ آپﷺ پر قربان میں اونٹ کے بچے کو لے کر کیا کروں گی؟۔ مجھے تو سواری کے لئے اونٹ درکار ہے۔'' لیکن آپﷺ نے پھر ارشاد فرمایا کہ آپ کو اونٹ کا بچہ ہی ملے گا اور میں اسی پر آپ کو سوار کراؤں گا۔ یہ فرما کر آپﷺ نے خادم کو اشارہ فرمایا۔ وہ تھوڑی دیر میں ایک اچھا خاصا موٹا تازہ اونٹ لے کر حاضر ہوا۔ آپﷺ نے اس کی مہار بڑھیا کے حوالے کرتے ہوئے فرمایا کہ: ''دیکھئے یہ اونٹ ہی کا بچہ ہے یا کچھ اور ہے۔'' اس مزاح مبارک سے حاضرین مجلس بھی بہت محظوظ ہوئے۔ یہ بڑھیا دراصل آپﷺ کو گود میں کھلانے والی حضرت ام ایمنؓ ہی تھیں۔

ابن سعد کی روایت ہے کہ جب بی بی ام ایمنؓ نے ہجرت کی تو منصرف کے مقام پر جو روحا کے قریب ہے شام ہوگئی اور انہیں سخت پیاس محسوس ہوئی۔ ان کے پاس پانی نہ تھا اور روزہ کھولنے کا وقت قریب آ گیا تھا۔ جب پیاس انتہا کو پہنچ گئی تو ان پر آسمان سے پانی سے بھرا ہوا ڈول لٹکایا گیا جس سے موتیوں کی طرح سفید قطرے ٹپک رہے تھے۔ انہوں نے اس ڈول کو لے کر اس سے خوب جی بھر کر پانی پیا۔ فرمایا کرتی تھیں کہ اس کے بعد مجھے پھر کبھی پیاس محسوس نہیں ہوئی۔ مجھے سخت سے سخت گرم دوپہر کو بھی روزے میں اس پانی پینے کے بعد پیاس نہیں لگتی تھی۔

حضرت ام ایمنؓ ہی وہ مبارک خاتون تھیں جنہوں نے حضور اکرمﷺ کی رحلت پر روتے ہوئے فرمایا تھا کہ: ''یہ تو مجھے معلوم تھا کہ ایک نہ ایک دن حضورﷺ ہم سے رخصت ہو جائیں گے۔ لیکن اس لئے روتی ہوں کہ اب آسمان سے خبریں آنی منقطع ہوگئی ہیں۔''

حضرت ام ایمنؓ ہی نے حضرت عمرؓ کی شہادت پر فرمایا کہ: ''آج اسلام کمزور پڑ گیا۔''

جنگ موتہ میں آپ کے شوہر حضرت زیدؓ کے شہید ہو جانے کے بعد آپ بیوہ ہو گئیں تھیں اور باقی زندگی آپ نے اپنے بیٹے حضرت اسامہؓ کے پاس گزاری۔ حضرت ام ایمنؓ کی وفات ایک طویل عمر پانے کے بعد حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت میں ہوئی۔

اصحاب صفہ ...... انتہائی نادار اور غریب مہاجرین تھے!

نعیم احمد

مدینہ میں مسلمانوں کی آمد تاریخ کا اہم واقعہ ہے۔اس سے مدینہ اسلام کی پہلی ریاست بن گیا۔مدینہ میں اگرچہ عرب قبائل کی اکثریت اسلام قبول کر چکی تھی۔لیکن ابھی دوس اور خزرج میں غیر مسلموں کی خاصی تعداد تھی۔یہود کے قبائل جو مدینہ کے نواح میں آباد تھے۔انہوں نے بھی مدینہ پر حضور اکرم ﷺ کا اقتدار مان لیا تھا۔ ان کے چند ایک لوگوں کے علاوہ باقی تمام اس حسد میں مبتلا تھے کہ دوس اور خزرج والے اللہ کے نبی کے چہیتے کیوں بن گئے ہیں۔انہیں اس بات کا بھی شدید قلق تھا کہ نبوت بنو اسرائیل سے بنو اسماعیل کی طرف کیوں منتقل ہوگئی ہے۔ یہ دکھ بھی انہیں بے چین کئے دے رہا تھا کہ تورات اور اسرائیلی روایات کا جو ڈھیر اپنے سر پر لادے ہوئے ہیں۔ پیغمبر ﷺ کی تعلیمات اس سے یکسر مختلف ہیں۔انہیں یہ بھی صاف دکھائی دے رہا تھا کہ انہوں نے شریعت میں اپنی سہولت کے پیش نظر جو تبدیلیاں کر رکھی ہیں۔وہ ساری کی ساری ختم ہو جائیں گی۔دوسری طرف انہوں نے یہ حکمت عملی بھی اختیار کر لی تھی کہ مسلمانوں سے فوری طور پر مخالفت کا کوئی خطرہ مول نہ لیا جائے اور انتظار کی پالیسی اختیار کر کے تیل دیکھو تیل کی دھار دیکھو پر عمل کیا جائے۔اس پس منظر میں ہجرت اور اس کے پہلے برس کے چیدہ چیدہ واقعات ملاحظہ کریں۔

یہ ان دنوں کا ذکر ہے جب رسول اللہ ﷺ ہجرت کے فوراً بعد قبا میں آ کر مقیم ہوئے تھے اور ابھی آپ ﷺ مدینہ کی وادی میں باقاعدہ داخل بھی نہیں ہوئے تھے۔آپ ﷺ بنو عمرو کے ہاں چند روز کے لئے ٹھہر گئے تھے۔انہی ابتدائی ایام کی بات ہے کہ دوسرے لوگوں کی طرح دو یہودی سردار بھی آپ ﷺ سے ملنے آئے۔ان میں سے کا نام حیی ابن اخطب اور دوسرا اس کا بھائی ابو یاسر تھا۔دونوں سارا دن آپ ﷺ کے پاس رہے۔ آپ ﷺ کا معاملہ اور آپ ﷺ کا طرز عمل دیکھتے رہے۔شام کو جب وہ گھر واپس آئے تو ان کے انداز سے لگتا تھا کہ جیسے بہت تھک چکے ہوں اور انہیں کوئی شدید غم لاحق ہو۔حیی بن اخطب کی بیٹی کا نام صفیہ تھا۔(یہ وہی صفیہؓ ہیں جو بعد میں اسلام لا کر ام المومنین بنیں) وہ حسب معمول باپ اور چچا کی طرف بڑھیں اور کھانے وغیرہ کا پوچھا تو دونوں نے کوئی ردعمل ظاہر نہ کیا۔

چارپائی پر بیٹھتے ہوئے ابو یاسر نے کہا کہ:''بڑے بھائی کیا یہ شخص وہی ہے؟''۔حیی بولا کہ:''ہاں! خدا کی قسم وہی ہے جس کے متعلق ہم لکھا ہوا پاتے ہیں۔'' کہیں آپ ﷺ کو پہچاننے میں غلطی تو نہیں ہو رہی؟ ٹھیک ٹھیک پہچان رہے ہیں نا آپ؟۔ہاں! خدا کی قسم یہی وہ نبی ہیں جن کی بابت ہم اپنی کتابوں میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔تو پھر کیا ارادے ہیں۔حیی ابن خطب نے جواب میں کہا کہ:''عداوت اور دشمنی۔ جب تک دم میں دم ہے خدا کی قسم

عداوت۔‘‘ حیبی ابن اخطب اور ابویاسر نے اپنے اس فیصلے پر عمل کر کے دکھایا اور حقیقت کو جاننے اور پہچاننے کے باوجود اسے قبول نہ کیا۔

انہی ایام کا تذکرہ ہے کہ مدینے میں یہودیوں کے سب سے بڑے عالم عبداللہ بن سلام آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے آپ ﷺ سے دوٹوک الفاظ میں کہا کہ میں آپ ﷺ سے وہ سوال پوچھنے لگا ہوں جس کا جواب کوئی نبی ہی دے سکتا ہے۔ آپ ﷺ نے اجازت دی تو انہوں نے اپنے سوال سامنے رکھے۔ آپ ﷺ نے ان کے جواب دیئے تو عبداللہ بن سلام نے فوراً اسلام قبول کرلیا اور کہا کہ: ’’اے اللہ کے رسول ﷺ یہود ایک بہتان باز قوم ہے۔ جب وہ میرے اسلام لانے کے متعلق جانیں گے تو مجھ پر بہتان تراشیں گے۔‘‘ آپ ﷺ کو بڑا تعجب ہوا۔ اسی دوران آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ یہود کے دوسرے لوگ بھی آپ ﷺ سے ملنے کے لئے آرہے ہیں۔ اس موقع پر حضرت عبداللہؓ بن سلام نے اپنی بات کی تصدیق کے لئے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ میں گھر کے اندر چھپ جاتا ہوں۔ آپ ﷺ ان سے میری بابت دریافت فرمائیں۔ یہود آئے۔ یہ اسی قبیلے سے تعلق رکھتے تھے جن کے عبداللہؓ بن سلام بھی ایک معزز فرد تھے۔ آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ عبداللہ بن سلام تمہارے اندر کے فرد ہیں۔ ان کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے۔ کہنے لگے کہ ہمارے سب سے بڑے عالم ہیں اور سب سے بڑے عالم کے بیٹے ہیں۔ ایک اور بولا کہ ہمارے سب سے اچھی آدمی ہیں اور سب سے اچھے آدمی کے بیٹے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر وہ اسلام لے آئیں تو وہ سب ایک ساتھ بولے کہ اللہ انہیں اس سے محفوظ رکھے۔ ان کا یہ جملہ سن کر حضرت عبداللہؓ بن سلام باہر آگئے اور سب کے سامنے اللہ کے ایک ہونے اور آپ ﷺ کی رسالت کی شہادت دی۔ ان کی زبان سے اسلام کی تصدیق سن کر وہ سارے بول اٹھے کہ یہ ہمارا سب سے برا آدمی اور سب سے برے آدمی کا بیٹا ہے۔ حضرت عبداللہؓ بن سلام نے انہیں سمجھایا کہ تم جس نبی کے منتظر تھے۔ وہ یہی ہیں۔ میں نے ان پر ایمان لا کر وہی کچھ کیا ہے جو مجھے کرنا چاہئے تھا اور تمہیں بھی یہی کرنا چاہئے۔ مگر یہود انہیں برا بھلا کہتے ہوئے وہاں سے چلے گئے۔

یہ تھے شروع کے وہ واقعات جن سے آپ ﷺ کو یہود کی ذہنیت کا علم ہوگیا۔ آپ ﷺ یہود کی مدینہ میں سیاسی حیثیت سے بھی آگاہ تھے اور اس حقیقت سے اچھی طرح واقف تھے کہ ان کے بغیر مدینہ میں امن وامان کی فضا قائم نہیں ہوسکتی۔ چنانچہ آپ ﷺ نے پہلی فرصت میں انصار اور یہود میں ایک معاہدہ امن کرایا۔ یہ معاہدہ اصلاً مسلمان ہونے والے مدینہ کے عربوں اور یہودیوں کے درمیان تھا۔ اس معاہدے کے مطابق:

۱...... قتل خطا پر جرمانے کی سزا اور قتل عمد پر قتل کر دینے کا جو قانون پہلے سے نافذ ہے۔ وہ نافذ رہے گا۔

۲...... یہود کو مذہبی آزادی ہوگی اور ان کے مذہبی امور میں کوئی مداخلت نہیں کی جائے گی۔

۳...... یہود اور مسلمان باہم دوستانہ تعلقات رکھیں گے۔

۴...... یہود یا مسلمانوں کو کسی سے لڑائی درپیش ہوئی تو ایک فریق دوسرے کی مدد کرے گا۔

۵...... کوئی فریق قریش کے ساتھ دوستی نہیں رکھے گا۔

۶...... اگر کوئی دوسرا مدینہ پر حملہ کرے گا تو سب مل کر اس کا مقابلہ کریں گے۔

۷...... اگر کوئی ایک فریق کسی سے صلح کرے گا تو دوسرا فریق بھی اس میں شامل ہوگا۔

۸...... اختلافی معاملات میں آخری فیصلہ کا حق حضرت محمد ﷺ کریں گے

اس معاہدے کے بعد مدینہ کی حیثیت کم وبیش ایک ریاست کی ہوگئی تھی۔ جس پر آپ ﷺ کی حکمرانی کا حق بھی تسلیم کرلیا گیا تھا۔ سیاسی حالات پر گرفت مضبوط کرنے کے ساتھ ساتھ مدینہ میں مہاجرین کے آنے سے جس نئی معاشرت نے جنم لیا تھا۔ آپ ﷺ کی اس پر بھی گہری نگاہ تھی۔

مہاجرین میں شاید ہی کوئی ایسا خوش قسمت ہو جسے مکہ سے اپنی جمع پونجی لانے کا موقع مل سکا تھا۔ ورنہ عام حالات یہی تھے کہ تمام صحابہ کرامؓ خالی ہاتھ اور بے گھر تھے۔ اس موقع پر تاریخ میں وہ واقعہ رونما ہوا جس کی مثال پہلے کہیں نہیں ملتی۔

مواخات کا قیام

اس واقعہ کا سہرا جہاں انصار کے اوپر جاتا ہے وہاں اس سے حضور نبی کریم ﷺ کی طاقتور شخصیت اور آپ ﷺ کے ساتھ مسلمانوں کی انتہائی وارفتگی اور جاں نثاری کے قلبی لگاؤ کا بھی پتہ چلتا ہے۔ ایثار کی تاریخ میں پہلی دفعہ ایسا ہوا تھا کہ منہ بولے رشتے حقیقی اور خونی رشتوں سے بڑھ کر اہمیت اختیار کر گئے تھے۔ ان رشتوں کو تاریخ اب مواخات کے نام سے جانتی ہے۔

مسجد نبوی کی تعمیر کے بعد آپ ﷺ نے انصار کو حضرت انسؓ بن مالک کے گھر جمع ہونے کا حکم دیا۔ حضرت انسؓ کی عمر اس وقت دس سال سے کچھ اوپر تھی۔ آپ ﷺ نے مہاجرین کو بھی وہاں جمع ہونے کا حکم فرمایا۔ مہاجرین کی تعداد اس وقت ۴۵ تھی۔ تب آپ ﷺ نے خطاب فرمایا اور مختصر لفظوں میں انصار کو کہا کہ آج سے مہاجر تمہارے بھائی ہیں۔

اس کے بعد آپ ﷺ ایک ایک مہاجر اور ایک ایک انصار کا نام پکارتے اور دونوں کو بھائی قرار دے دیتے۔ آپ ﷺ نے محض اتنا کہا اور انصار نے ایثار کی ایک نئی داستان رقم کر ڈالی۔ وہ اپنے مہاجر بھائی کا ہاتھ پکڑتے، انہیں گھر لے جاتے اور کہتے کہ گھر کا آدھا سامان تمہارا ہے اور آدھا میرا۔ آدھا گھر تمہاری ملکیت اور آدھا میری۔ وہ کھیتی باڑی کرتے تھے۔ ان کے باغات تھے۔ چنانچہ اپنے بھائی سے کہتے کہ آدھی کھیتی یا آدھا باغ تمہارا اور آدھا میرا۔

مہاجرین نے بھی اس ایثار کے جواب میں بڑے وقار اور متانت کے رویئے کا مظاہرہ کیا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ذریعے یہ بات ان تک پہنچائی کہ وہ کھیتی باڑی سے ناواقف ہیں۔ البتہ اپنے انصار بھائیوں کے ساتھ مل کر محنت کرنے کو تیار ہیں۔ اس کے عوض وہ انہیں اپنے منافع میں شامل کرلیں۔ چنانچہ یہی ہوا۔ اسی دوران قرآن مجید میں یہ آیات اتریں:

ترجمہ:...... ’’جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور خدا کی راہ میں مال وجان سے جہاد کیا اور وہ لوگ جنہوں نے ان لوگوں کو پناہ دی ان کی مدد کی یہ لوگ باہم بھائی بھائی ہیں۔‘‘

چنانچہ یہ رشتہ بالکل حقیقی اور سچا رشتہ سمجھ لیا گیا۔ اگر کوئی انصار فوت ہوتا تو اس کا مال اور جائیداد اسی طرح مہاجر کو ملتا جس طرح کہ حقیقی بھائی کو ملتا ہے۔ جنگ بدر کے بعد جب اعانت کی ضرورت نہ رہی تو یہ آیت اتری کہ:

ترجمہ:...... ’’ارباب قرابت ایک دوسرے کے زیادہ حق دار ہیں۔‘‘

اس وقت سے یہ قاعدہ جاتا رہا اور انصار کے ترکے میں مہاجرین کو ورثہ ملنے کی روایت ختم ہوگئی۔

۴ ہجری میں جب بنونضیر جلاوطن ہوئے اور ان کی زمین ونخلستان قبضے میں آئے تو آنحضرت ﷺ نے انصار کو بلا کر فرمایا کہ مہاجرین نادار ہیں۔ اگر تمہاری مرضی ہو تو نئے مقبوضات انہیں دے دیئے جائیں اور تم لوگ اپنے نخلستان واپس لے لو۔ انصار نے عرض کی کہ نہیں ہمارے نخلستان بھائیوں ہی کے قبضے میں رہنے دیجئے اور نئے بھی انہی کو عنایت فرمایئے۔

دنیا انصار کے اس ایثار پر ہمیشہ ناز کرے گی۔ لیکن جواب میں مہاجرین نے بھی باوقار رویہ اختیار کیا۔ حضرت سعدؓ بن الربیع نے جب حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کو ایک ایک چیز کا جائزہ دے کر نصف لے لینے کی درخواست کی تو انہوں نے کہا کہ: ’’خدا یہ سب آپ کو مبارک کرے۔ مجھے صرف بازار کا راستہ بتادیجئے۔‘‘

انہیں قینقاع کے مشہور بازار کا راستہ بتادیا گیا۔ انہوں نے بھی ہسلر اور چند دوسری چیزیں خریدیں اور شام تک خرید وفروخت کی۔ چند روز میں جب خاصا سرمایہ جمع ہوگیا تو شادی کرلی۔ رفتہ رفتہ ان کی تجارت کو اللہ تعالیٰ نے اتنی ترقی دی کہ خود ان کے مطابق: ’’خاک پر ہاتھ ڈالتا ہوں تو سونا بن جاتی ہے۔‘‘ ان کا سامان تجارت سات سات سو اونٹوں پر لد کر آتا تھا اور جس دن مدینہ پہنچتا تھا اس دن پورے شہر میں دھوم مچ جاتی۔

بعض صحابہ کرامؓ نے دکانیں کھول لیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا کارخانہ سخ میں تھا۔ وہ وہاں کپڑے کی تجارت کرتے تھے۔ حضرت عثمان غنیؓ بنوقینقاع میں کھجور کا کاروبار کرتے۔ حضرت عمر فاروقؓ بھی تجارت میں لگ گئے اور کچھ ہی عرصہ میں ان کا کاروبار ایران تک پھیل گیا۔ دوسرے صحابہ کرامؓ نے مختلف قسم کی تجارتیں اختیار کرلیں۔

مہاجرین کے لئے مکانات کا یہ انتظام ہوا کہ انصار نے اپنی دور دراز کی زمینیں ان کو دے دیں اور جن کے پاس زمینیں نہیں تھیں انہوں نے اپنے مکانات دے دیئے۔ سب سے پہلے حضرت حارثہ بن نعمانؓ نے اپنی زمین پیش کی۔ بنوزہرہ مسجد نبویؐ کے عقب میں آباد ہوئے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے یہاں ایک قلعہ (جس کو کھڑی کہنا زیادہ مناسب ہوگا) بنوایا۔ حضرت زبیرؓ بن عوام کے ہاتھ ایک وسیع زمین آئی۔ حضرت عثمانؓ، حضرت مقدادؓ اور حضرت عبیدہؓ کو انصار نے اپنے مکانات کے پہلو میں زمینیں دیں۔

اصحاب صفہؓ اسلامی لغت میں رائج ایک لفظ ہے۔ صفہ سائبان یا چبوترے کو کہتے ہیں۔ یہ ایک سائبان تھا جو مسجد نبویؐ کے ایک کنارے سے ملا کر تیار کیا گیا تھا۔ صحابہ کرامؓ میں سے اکثر تو مشاغل دینی کے ساتھ ہر قسم کے کاروبار یعنی تجارت یا زراعت وغیرہ بھی کرتے تھے۔ لیکن چند لوگوں نے اپنی زندگی صرف عبادت اور

آنحضرت ﷺ کی تربیت پذیری کی نذر کردی تھی۔ ان لوگوں کی اولاد نہیں تھی۔ تاہم جب شادی کر لیتے تو اس مخصوص حلقہ سے نکل آتے تھے۔ ان میں سے ایک ٹولی دن کے وقت جنگل سے لکڑیاں چن لاتی اور بیچ کر اپنے بھائیوں کے لئے کچھ کھانا مہیا کرتی۔ دراصل یہ لوگ کسی ہنر یا سرمائے کے نہ ہونے کی وجہ سے بیت المال کے سہارے پر تھے۔

یہ لوگ دن کو بارگاہ نبوت میں حاضر رہتے اور حدیثیں سنتے اور رات کو اس چبوترے (صفہ) پر پڑے رہتے۔ حضرت ابوہریرہؓ انہی لوگوں میں سے تھے۔ ان میں سے کسی کے پاس بھی چادر اور تہبند دونوں چیزیں کبھی ایک ساتھ موجود نہ ہوتیں۔ چادر ہی کو گلے سے اس طرح باندھ لیتے کہ رانوں تک لٹک آتی۔ اکثر انصار کھجور کی پھلی ہوئی شاخیں توڑ کر لاتے اور چھت میں لگا لیتے۔ کھجوریں جو ٹپک ٹپک کر گرتیں وہ انہیں اٹھا کر کھا لیتے۔ کبھی دو دو دن کھانے کو نہیں ملتا تھا۔ اکثر ایسا ہوتا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لاتے اور نماز پڑھاتے۔ یہ لوگ آ کر نماز میں شریک ہوتے۔ لیکن بھوک اور ضعف کی وجہ سے اکثر نماز کی حالت میں گر پڑتے۔ باہر کے لوگ آ کر انہیں دیکھتے تو سمجھتے کہ دیوانے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کے پاس جب کہیں سے صدقے کا کھانا آتا تو اسی طرح ان کے پاس بھیج دیتے اور جب دعوت کا کھانا آتا تو انہیں بلا بھیجتے اور ان کے ساتھ بیٹھ کر کھاتے۔ اکثر ایسا ہوتا کہ راتوں کو آنحضرت ﷺ ان کو مہاجرین اور انصار پر تقسیم کر دیتے۔ یعنی اپنی استطاعت کے مطابق ہر شخص ایک ایک، دو دو کو اپنے ساتھ لے جاتے اور انہیں کھانا کھلاتے۔

حضرت سعدؓ بن عبادہ نہایت فیاض اور دولت مند تھے۔ وہ کبھی کبھی ۸۰،۸۰ مہمانوں کو اپنے ساتھ لے جاتے۔ آنحضرت ﷺ ان لوگوں کا اس قدر خیال رکھتے کہ جب ایک دفعہ حضرت فاطمہؓ نے آپ ﷺ سے درخواست کی کہ میرے ہاتھوں میں چکی پیستے پیستے نیل پڑ گئے ہیں۔ مجھے ایک کنیز عنایت ہو تو فرمایا کہ: ''یہ نہیں ہوسکتا کہ میں تم کو دوں اور صفہ والے بھوکے رہیں۔''

راتوں کو عموماً یہ لوگ عبادت کرتے اور قرآن مجید پڑھا کرتے۔ ان کے لئے ایک معلم مقرر تھا۔ اس کے ساتھ جا کر پڑھتے۔ اسی لئے ان میں اکثر قاری کہلاتے تھے۔ دعوت اسلام کے لئے کہیں بھیجنا ہوتا تو یہی لوگ بھیجے جاتے۔ غزوہ معمونہ میں انہی میں سے ستر آدمی اسلام سکھانے کے لئے بھیجے گئے تھے۔

ان کی تعداد گھٹتی اور بڑھتی رہتی تھی۔ مجموعی تعداد ۴۰۰ تک پہنچی تھی۔ لیکن کبھی ایک زمانے میں اس قدر تعداد نہیں ہوئی تھی۔ نہ ہی صفہ میں اس قدر گنجائش تھی۔

قاری منیر احمد جالندھری کو صدمہ

مولانا قاری منیر احمد جالندھری (فاضل رشیدی) کی اہلیہ محترمہ ۱۹؍جنوری ۲۰۱۱ء کو ملتان میں بقضاء الٰہی انتقال کر گئی ہیں۔ بہت ہی عابدہ، زاہدہ، صالح خاتون تھیں۔ عارف والا اور ملتان میں تقریباً ۳۳ سال قرآن مجید کی خدمت میں شب و روز مشغول رہیں۔ اللہ پاک مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطاء فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائیں۔ آمین!

دہشت گردی روکی جائے!

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیق

ذمہ داران سے اپیل!

تقریباً وقتاً فوقتاً سربراہان مملکت اعلان کرتے رہتے ہیں کہ دہشت گردی روکیں گے۔ دہشت گردی جڑ سے اکھیڑ دیں گے۔ دہشت گردی ختم کرنے میں ایک دوسرے کا تعاون کریں گے۔ خصوصاً صدر مملکت جہاں کہیں بھی دورے پر گئے۔ مشترکہ اعلامیہ میں کہا گیا کہ دہشت گردی ختم کرنے میں ایک دوسرے کا تعاون کریں گے۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ دہشت گردی کی وضاحت نہیں کی جاتی کہ دہشت گردی کیا ہے۔

بظاہران کے نزدیک دہشت گردی یہ ہے کہ امریکہ مخالف جہادی تنظیمیں دہشت گرد ہیں یا جو بھی امریکہ مخالف ذہن رکھتا ہے وہ دہشت گرد قرار دیا جاتا ہے اور اس کو القاعدہ کا ساتھی قرار دے کر امریکہ کے حوالے کیا جاتا ہے یا منظر سے غائب کر دیا جاتا ہے۔

ہمارے سربراہان مرعوب ہونے کی وجہ سے امریکہ کی بتلائی ہوئی دہشت گردی کو دہشت گردی کہتے ہیں۔

سنئے:......دہشت گردی کا مفہوم کیا ہے!

دہشت گردی یہ فارسی زبان کا لفظ ہے اور فارسی کی مشہور لغت غیاث اللغات صفحہ 219 پر دہشت کا معنی لکھا ہے حیرت وسراسیمگی اور صفحہ 267 پر سراسیمہ کا معنی شوریدہ یعنی پریشان لکھا ہے۔ اسی طرح عربی لغت مصباح اللغات صفحہ 239 پر دھشاً کا معنی متحیر ہونا لکھا ہے۔ لغت کی ان دونوں کتابوں سے معلوم ہوا کہ دہشت کا معنی ہے حیرانی، پریشانی، مدہوشی اور دہشت گرد کا معنی ہے۔ حیرانی، پریشانی اور مدہوشی پھیلانے والا۔ لہٰذا ہر وہ شخص دہشت گرد کہلائے گا جو انسانوں کو پریشانی میں مبتلا کرتا ہے اور امن عامہ کو نقصان پہنچاتا ہے۔ جس سے عوام پریشان ہو جاتی ہے۔ دہشت گرد اپنی قوت کے ذریعے دوسرے کی رائے بدل دیتا ہے۔ اسی طرح جو بھی شخص انسانوں کی قیمتی چیزوں کا نقصان کرے وہ دہشت گرد ہے۔

ہمارے نبی کریم ﷺ نے اسی دہشت گردی کو روکنے کے لئے ایک اصول تجویز فرمایا ہے (المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ) یعنی زبان اور ہاتھ سے لوگ محفوظ رہیں۔ گویا کہ دہشت گردی کی ابتداء زبان اور ہاتھ سے ہوتی ہے۔ اگر ابتدائی مرحلہ میں ہی روک دی جائے تو ملک میں امن وسلامتی پھیلتی ہے کہ اسلام نام ہی امن وسلامتی کا ہے۔ سب سے پہلے انسان زبان سے گالی اور ہاتھ سے تھپڑ اور مکے کے ذریعے دوسرے کو پریشان کرتا ہے۔ اگر اس پر ابتداء میں ہی قابو پا لیا جائے تو دہشت گردی ابتداء میں ہی ختم ہو جاتی ہے۔

ہاتھ کی دہشت گردی پروان چڑھتی ہے تو دوسروں کے مال کی چوری کرنا، ڈاکے ڈالنا، قتل کرنا، دوسرے

کے گھر طاقت کے زور سے گھس جانا، دوسرے کے گھر یا زمین پر قبضہ کر لینا جیسے جرائم سرزد ہوتے ہیں۔ جس سے لوگ پریشان ہوتے ہیں اور امن عامہ خطرے میں پڑ جاتا ہے۔ اسی بناء پر اگر کوئی ملک دوسرے ملک پر چڑھائی کر دیتا ہے تو بڑے درجہ کی دہشت گردی شمار ہوگی۔ جیسا کہ امریکہ افغانستان میں گھس کر یا پاکستان کے قبائلی علاقوں میں ڈرون حملوں کے ذریعے اور اسی طرح انڈیا کشمیر میں گھس کر دہشت گردی کر رہے ہیں اور کوئی ملک بھی ان کو روکنے کی بات نہیں کر رہا۔

ایسے ہی جب زبان کی دہشت گردی پروان چڑھتی ہے تو الزام لگا کر یا جھوٹا مقدمہ درج کروا کے یا جھوٹی گواہی دے کے یا جھوٹی تہمت لگا کر لوگوں کو پریشان کرتی ہے اور امن عامہ کو تباہ کرتی ہے۔ اس کا سدباب کرنے کے لئے اسلام نے تعزیز اور زنا کی تہمت چونکہ سنگین دہشت گردی ہے۔ اس لئے اس کی سزا اسی کوڑوں کی مقرر کی گئی ہے۔ تاکہ امن عامہ میں خلل نہ آئے اور نقض امن نہ ہو۔ جب سے کافروں کا مسلمان ملکوں پر تسلط ہوا ہے اس وقت سے کفار نے اسلحہ کے زور پر مسلمان ملکوں میں دہشت گردی پھیلا رکھی ہے۔ اسی طرح سے انہوں نے زبان کی دہشت گردی کو انتہا تک پہنچا کر سرکار دو عالم ﷺ کی ذات مبارکہ کی توہین کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ جو کہ تمام مسلمانوں کے لئے پریشانی کا سبب ہے۔ سرکار دو عالم ﷺ کی ذات مبارکہ کی توہین اتنی سنگین دہشت گردی ہے کہ ہر مسلمان محبت رسول ﷺ کی وجہ سے ناقابل برداشت اذیت محسوس کرتا ہے۔ یہاں تک کہ توہین کرنے والے کو مارنے کے لئے بھی تیار ہو جاتا ہے۔

ایک ضابطہ ملحوظ رہے کہ دوسرے کی جان، مال، عزت پر حملہ کرنے والا دہشت گرد ہے اور ان چیزوں کی حفاظت کرنے والا مجاہد کہلاتا ہے۔ اگر ان چیزوں کو بچاتا ہوا مارا جائے تو شہید کہلاتا ہے۔ اس لئے جو ناموسِ رسالت پر حملہ کرتا ہے۔ وہ دہشت گردی کرتا ہے اور جو اس کی پاسبانی کرتے ہوئے مارا جائے۔ وہ شہید کہلاتا ہے۔

اسلام میں دہشت گردی کی انتہاء یہ ہے کہ محمد ﷺ کی ناموس پر حملہ کر کے اس کی توہین کی جائے اسلام میں اس کی سزا قتل ہے اور یہ ناقابل معافی جرم ہے۔ اس لئے مغرب کی پیروی میں جو مسلمان کہلانے والے سرکار دو عالم ﷺ کی ذات مبارکہ کی توہین کے مرتکب ہوتے ہیں یا غیر مسلم اقلیت کے جو افراد سرکار دو عالم ﷺ کی ذات مبارکہ کی توہین کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اسلام نے ان کی سزا قتل رکھی ہے اور اس قانون کا نام ہے قانون تحفظ ناموس رسالت۔

اب جو مرد یا عورت قانون تحفظ ناموس رسالت میں ترمیم کرنا چاہے یا ختم کرنا چاہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ توہین رسالت کا دروازہ کھولنا چاہتا ہے اور وہ بھی سرکار دو عالم ﷺ کی ذات مبارکہ کی توہین کا مرتکب ہو کر دہشت گردی پھیلانا چاہتا ہے۔ جس سے تمام مسلمان پریشان اور اذیت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

اگر یہ کہا جائے کہ اس قانون کا استعمال غلط ہوتا ہے تو اس کا یہ حل نہیں کہ اس قانون کو ختم کر دیا جائے۔ بلکہ اس کا طریقہ یہ ہے کہ مقدمہ درج کرنے کے طریقہ کار ہی ایسا اختیار کیا جائے جس میں یہ شبہ ہی نہ رہے کہ اس

قانون کا استعمال غلط ہوا ہے۔اور اگر بالفرض آپ کے نزدیک اس کا یہی ایک حل ہے کہ اس قانون کو ختم کر دیا جائے تو پھر جتنے بھی قوانین کا غلط استعمال ہوتا ہے۔ان سب کو ختم کرنا پڑے گا۔مثلاً چوری،زنا،ڈاکہ،اور زمین کے جھوٹے مقدمے درج کرائے جاتے ہیں اور غریب طبقہ کا استحصال کیا جاتا ہے اور ماورائے قانون یہ سب کچھ ہوتا ہے۔ان قوانین کو بھی پھر ختم کر دیا جائے۔

اب ذمہ داری پارلیمنٹ پر ہے کہ وہ سرکار دو عالم ﷺ کی ذات مبارکہ کی توہین کو دہشت گردی کے زمرے میں لائے۔

اس تفصیل کو جاننے کے بعد سوچنے کی بات یہ ہے کہ شیریں رحمان نے ناموسِ رسالت میں ترمیم کا بل پیش کر کے کسی دہشت گردی کا ارتکاب تو نہیں کیا؟۔جس سے سارے مسلمان پریشانی میں مبتلا ہیں۔اور اسی طرح عاصمہ جہانگیر نے یہ بیان دے کر کہ ملا ڈنڈے کے زور پر ہڑتال کرا سکتا ہے۔لیکن دل نہیں جیت سکتا اور اس نے سڑکوں پر دہشت گردی پھیلائی ہے۔کیا اس نے یہ بیان دے کر تمام ہڑتال کرنے والوں کی توہین کر کے دہشت گردی کا ارتکاب تو نہیں کیا؟۔

اولاً پارلیمنٹ کے سوچنے کی بات ہے اور اس کے بعد وکلاء کے سوچنے کی بات ہے۔جنہوں نے اسے بار کا صدر بنایا اور اس کے بعد عدلیہ کے سوچنے کی بات یہ ہے کہ جیسے خودکش حملہ کرنے والا،بم دھماکہ کرنے والا،قتل کرنے والا،ڈاکہ ڈالنے والا دہشت گرد ہے۔ایسے ہی توہین رسالت کا ارتکاب کرنے والے کو دہشت گرد قرار دے۔نہ یہ کہ توہین رسالت کے مرتکب کو قتل کر کے ناموسِ رسالت پر فدا ہونے والے کو دہشت گرد قرار دے۔

تحفظ ناموس رسالت کانفرنس ساہیوال

قانون تحفظ ناموس رسالت میں مجوزہ ترمیم کے خلاف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام جامعہ محمدیہ چک 85/6-R میں مقامی امیر مولانا کلیم اللہ رشیدی کی صدارت میں مورخہ ۱۳؍جنوری کو بعد نماز مغرب ایک عظیم الشان تحفظ ناموس رسالت کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔تلاوت کی سعادت قاری محمد عثمان المالکی نے حاصل کی۔جب کہ نعتیہ کلام مولانا محمد عمران شاہد عارفی نے پیش کیا۔کانفرنس میں شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا،مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی،قاری عبدالجبار،مولانا عبدالحکیم نعمانی،مولانا محمد اسماعیل رشیدی اور محمد اسلم بھٹی سمیت متعدد مذہبی راہنماؤں نے شرکت وخطاب کیا۔کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے کہا کہ ناموس رسالت ایکٹ کے ''مس یوز'' ہونے کے عذر لنگ کا سہارا لے کر قانون توہین رسالت کی اصل روح کو ختم کرنے کی گھناؤنی سازشیں بام عروج کو پہنچ چکی ہیں۔یہ مسلمانوں کی حیات اور موت کا مسئلہ ہے اور پاکستان دنیا کا واحد ملک ہے۔جہاں پر اقلیتوں کو مراعات اور مکمل آزادی حاصل ہے۔آسیہ ملعونہ کی طرف داری اور جانبداری کرنے والے آئین کا مذاق اور عدالتی فیصلے کو سبوتاژ کر رہے ہیں۔انہوں نے کہا ناموس رسالت قانون کو کالا قانون کہنے والوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لئے مولانا محمد عمران اشرفی اور قاری تنویر احمد نے شب و روز محنت کی اور اختتامی دعا مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کرائی۔

مغرب کی تہذیبی یلغار کے مقابلے کیلئے مستقل جدوجہد کی ضرورت!

مولانا زاہد الراشدی

لاہور میں کل جماعتی کانفرنس اور عوامی ریلی کے بعد تحریک تحفظ ناموس رسالت کے راہنما اب شاید پشاور کا رخ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور فروری کے تیسرے ہفتہ کے دوران پشاور میں کل جماعتی کانفرنس اور عوامی ریلی کا پروگرام تشکیل پا رہا ہے۔ منصورہ لاہور میں ۲۹؍جنوری کو منعقد ہونے والی کل جماعتی کانفرنس میں پاکستان شریعت کونسل کے دیگر راہ نماؤں مولانا جمیل الرحمٰن اختر اور حافظ ذکاء الرحمٰن اختر کے ہمراہ مجھے بھی شرکت کی سعادت حاصل ہوئی اور مختلف جماعتوں کے قائدین کے ساتھ ملاقات کا موقع ملا۔ بالخصوص جمعیت علماء پاکستان (نورانی گروپ) کے سربراہ صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر کی گفتگو سن کر حوصلہ ہوا کہ بریلوی مکتب فکر میں مولانا شاہ احمد نورانی کی طرز پر سوچنے اور گفتگو کرنے والے ابھی موجود ہیں۔ عوامی ریلی میں البتہ میں شریک نہیں ہو سکا اور اس میں میری نمائندگی پاکستان شریعت کونسل کے صوبائی امیر برادر عزیز مولانا عبدالحق بشیر سلمہ نے کی۔

کانفرنس کی صدارت جماعت اسلامی پاکستان کے امیر جناب سید منور حسن نے کی اور جماعت اسلامی کے سیکرٹری جنرل لیاقت بلوچ نے نقابت کے فرائض سرانجام دیئے۔ جبکہ شرکاء میں مولانا فضل الرحمٰن، چوہدری پرویز الٰہی، ڈاکٹر ابوالخیر محمد زبیر، پروفیسر ساجد میر، حافظ عبدالغفار روپڑی، پروفیسر حافظ محمد سعید، مولانا قاری زوار بہادر، مولانا عبدالرؤف فاروقی، مولانا اللہ وسایا، مولانا عبدالغفور حیدری، مولانا قاری محمد حنیف جالندھری، پیر جی سید عطاء المہیمن شاہ بخاری، جناب اعجاز الحق، خواجہ سعد رفیق، ڈاکٹر فرید احمد پراچہ، مولانا عبدالمالک خان، صاحبزادہ زاہد محمود قاسمی، پیر سیف اللہ خالد، علامہ علی غضنفر کراروی، علامہ ساجد نقوی اور آغا مرتضٰی پویا کے علاوہ خانقاہ کوٹ مٹھن شریف کے سجادہ نشین بھی شامل تھے۔

کانفرنس میں تحفظ ناموس رسالت کے قانون کے بارے میں حکومت کی اب تک کی وضاحتوں کو ناکافی قرار دیتے ہوئے مطالبہ کیا گیا کہ:

۱...... وزیراعظم قومی اسمبلی کے فلور پر اعلان کریں کہ ناموس رسالت کے قانون میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کی جائے گی۔

۲...... وفاقی وزیر شہباز بھٹی کی سربراہی میں جو کمیٹی قانون ناموس رسالت میں ترمیم کے لئے قائم کی گئی ہے۔ اسے ختم کرنے کا اعلان کیا جائے۔

۳...... حکمران پارٹی کی رکن اسمبلی شیری رحمان نے جو ترمیمی بل اس سلسلہ میں ایوان میں پیش کیا ہے۔ اسے واپس لینے کا اعلان کیا جائے۔

۴...... آسیہ مسیح کیس کو عدالتی پراسیس کے مطابق چلنے دیا جائے اور اس میں کسی قسم کی مداخلت نہ کی جائے۔

ان مطالبات کا اعلان تحریک تحفظ ناموس رسالت کے کنوینر صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر نے کیا جس کی تمام راہنماؤں نے تائید کی۔

کانفرنس میں تحریک کی حدود اور دائرہ کار بھی زیر بحث آیا۔ بعض راہنماؤں کا خیال ہے کہ اسے صرف ایک نکتہ تک ہی محدود رکھا جائے اور تحفظ ناموس رسالت کے علاوہ کسی مسئلہ کو اس میں زیر بحث نہ لایا جائے۔ جبکہ بہت سے قائدین نے اس نقطۂ نظر کا اظہار کیا کہ اصل مسئلہ پاکستان کے اسلامی تشخص کے تحفظ کا ہے۔ کیونکہ جو قوتیں ناموس رسالت کے قانون کو ختم کرانے کے درپے ہیں۔ ان کا اصل ہدف اور ایجنڈا یہ ہے کہ پاکستان کے اسلامی تشخص کو ختم کر کے اسے ایک سیکولر ریاست کی حیثیت دی جائے۔ وہ ناموس رسالت کے قانون کو ایک علامتی مسئلہ کے طور پر سامنے لارہے ہیں اور اس میں خدانخواستہ کسی پیش رفت کی صورت میں وہ تحفظ عقیدہ ختم نبوت کی دستوری دفعات سمیت دستور وقانون کی تمام اسلامی شقوں کو زیر بحث لانے اور ان کے خلاف مہم چلانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس لئے تحریک ناموس رسالت کا اصل ہدف دستور کی تمام اسلامی دفعات کا تحفظ اور پاکستان کے اسلامی تشخص کی بقاء وحفاظت ہونی چاہئے۔ دونوں طرف سے اس سلسلہ میں کھل کر اظہار خیال کیا گیا۔

کانفرنس کے بعد مجھ سے ایک دوست نے اس سلسلہ میں بات کی تو میں نے عرض کیا کہ کسی ایک دینی مسئلہ پر قومی وحدت کا کھل کر اظہار ہو جائے اور استعماری قوتوں کی یلغار کو کسی ایک مسئلہ پر بھی روک دیا جائے تو باقی مسائل خود بخود پس منظر میں چلے جائیں گے۔ اس لئے اس تحریک کو دین کے حوالہ سے قومی وحدت کے بھرپور اظہار کا ذریعہ بنایا جائے۔ ہر دور میں حق کے اظہار کے لئے ایک ہی مسئلہ عنوان بنا ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے دور میں خلق قرآن کا مسئلہ معتزلہ اور اہل سنت کے درمیان معرکہ کا عنوان بن گیا تھا۔ اس ایک مسئلہ پر حضرت امام احمد بن حنبلؒ اور دوسرے علمائے کرام کی قربانی اور مسلمانوں کی استقامت کی وجہ سے معتزلہ کو شکست ہوگئی تو باقی سارے مسئلے اس میں دب کر رہ گئے۔ اس لئے تحریک کا سارا زور قومی وحدت کے اظہار اور دین کے ساتھ قوم کی اجتماعی وابستگی اور کمٹمنٹ کے مظاہرہ پر ہونا چاہئے۔ باقی سارے مسئلے اس سے حل ہو جائیں گے۔

کانفرنس میں انسداد توہین رسالت کے قانون کے مبینہ طور پر غلط استعمال کا مسئلہ بھی زیر بحث آیا اور خواجہ سعد رفیق نے بطور خاص اس پر گفتگو کی۔ مولانا قاری محمد حنیف جالندھری نے شرکائے اجلاس کو مسیحی راہنماؤں کے ساتھ اپنی گفتگو کے حوالہ سے بتایا کہ ہم نے مسیحی راہنماؤں سے کہا ہے کہ مبینہ طور پر اس قانون کے غلط استعمال کو روکنے کے لئے جو بھی قابل عمل تجویز ان کی طرف سے آئے گی۔ ہم اس پر غور کرنے کے لئے تیار ہیں۔ صرف ایک شرط کے ساتھ کہ اصل قانون اس سے متاثر نہ ہو اور اس کے غلط استعمال کو روکنے کے عنوان سے سرے سے اس کا استعمال بھی ختم نہ ہو جائے۔

کانفرنس میں امریکی شہری ریمنڈ ڈیوس کے ہاتھوں تین پاکستانی شہریوں کے کھلے بندوں قتل کا بھی تذکرہ ہوا اور اس بات پر شدید غم وغصہ کا اظہار کیا گیا کہ سفارتی استثناء کے عنوان سے تین پاکستانیوں کے قاتل کو چھڑوانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ جو قطعی طور پر ناقابل برداشت ہے اور اگر ایسا کیا گیا تو اس پر شدید عوامی ردعمل سامنے آئے گا۔

مولانا فضل الرحمٰن نے سب سے زیادہ زور اس بات پر دیا کہ مغرب کی تہذیبی یلغار ہماری دینی شناخت اور تہذیب وثقافت کو تباہ کرنے کے لئے ہے اور ہمیں اس عمومی تناظر کو سامنے رکھ کر دینی جدوجہد کی ترجیحات اور حکمت عملی طے کرنا ہوگی۔ صدر اجلاس سید منور حسن نے اس نکتہ پر زور دیا کہ وسیع تر دینی اتحاد مغرب کے وسیع تر ایجنڈے اور اہداف کے پیش نظر ضروری ہے اور تمام دینی مکاتب فکر کو اس سلسلہ میں وسعت ظرفی اور حوصلے کا مظاہرہ کرتے ہوئے بین الاقوامی دباؤ کے مقابلہ میں متحد ہو جانا چاہئے۔

سب سے زیادہ دلچسپ اور اہم بات کوٹ مٹھن کی حضرت خواجہ غلام فرید کی خانقاہ کے سجادہ نشین نے کی کہ کیا ایک مسئلہ کے حل کے بعد ہم منتشر ہو جائیں گے اور پھر اس کا انتظار ہوگا کہ حکومت یا مغربی لابی کوئی اور حرکت کرے تو ہم اس کے لئے دوبارہ مل بیٹھیں؟۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں کوئی مستقل فورم اس مقصد کے لئے تشکیل دینا چاہئے۔ تاکہ عام حالات میں بھی ہم مل بیٹھیں اور مشترکہ دینی وقومی مقاصد میں قوم کی راہنمائی کریں۔

۲۹ر جنوری کی اے پی سی کی مختصر باتیں ہم نے ذکر کردی ہیں۔ مجموعی طور پر اے پی سی اور اس سے اگلے روز لاہور کی سڑکوں پر نکلنے والی عوامی ریلی حوصلہ افزا رہی ہے اور توقع ہے کہ ۲۰ر فروری کو پشاور میں ہونے والا اگلا پروگرام انشاء اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ کامیاب ہوگا۔ ویسے اس حوالہ سے اپنا ایک تاثر ضرور ذکر کرنا چاہوں گا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور بے نیازی ہے کہ حالات کا رخ دو اچانک واقعات سے تبدیل ہوگیا ہے۔

ممتاز قادری نے جو کچھ کیا ہے اس کے پیچھے بھی کوئی پلاننگ دکھائی نہیں دیتی اور ریمنڈ ڈیوس کی حرکت بھی کسی پیشگی منصوبہ بندی کا نتیجہ معلوم نہیں ہوتی۔ دونوں واقعات اچانک ہوئے ہیں اور ان واقعات نے نہ صرف حالات کا رخ بدل دیا ہے۔ بلکہ ان واقعات کی اثر اندازی بہت دیر تک اور بہت دور تک نظر آتی رہے گی۔

اللہ تعالیٰ اس قسم کے واقعات کے ذریعہ نہ صرف اپنی قدرت کا اظہار کرتے ہیں۔ بلکہ اس سے اللہ تعالیٰ کی بے نیازی پر بھی ایمان مزید بڑھتا ہے اور دینی کارکنوں کو بھی حوصلہ ملتا ہے کہ ان کے پیچھے ایک طاقت وقوت موجود ہے۔ جو ان کو دیکھ رہی ہے اور حسب توقع ان کی مدد کا بھی کوئی نہ کوئی راستہ نکال دیتی ہے۔ ہمارا کام اپنی بساط کی حد تک خلوص کے ساتھ محنت کرتے رہنا ہے۔ یہ دین کا کام اللہ تعالیٰ کا کام ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کامیابی کا راستہ ہموار کرتے ہیں۔

معدہ کی اصلاح کے لئے مجرب ☆ نظام ہضم درست کرنے کے لئے ☆ غلیظ مادوں کو خارج کرنے کے لئے
ساھیوال پھکی
طبیعت سے ثقل اور بوجھل پن دور کرنے کے لئے
بدن میں فرحت ونشاط پیدا کرنے کے لئے
حیاتِ نو کیپسول
ضائع شدہ توانائی کو بحال کرنے کے لئے
السعید ہومیو اینڈ ہربل فارمیسی دیپالپور بازار ساہیوال 0321-6950003

حیاو پاکدامنی کی برکات اور بدنظری کے نقصانات!

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

پاکدامنی نبوت کا حصہ ہے

انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات وہ عظیم الشان پاکدامن شخصیات ہیں۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے انسانیت کے لئے مینارۂ نور بنا کر بھیجا۔ انہوں نے خود بھی پاک دامنی کی زندگی گذاری اور اپنی اپنی امتوں کو بھی پاکدامنی کی ترغیب دی۔ حضرت زکریا علیہ السلام کو جب اللہ تعالیٰ نے بیٹے کی خوشخبری دی تو ارشاد فرمایا: ''سیداً وحصوراً ونبیاً من الصالحین (آل عمران:۳۹)''

﴿سردار ہوں گے، اپنے نفس کو روکنے والے ہوں گے۔ نبی اور اعلیٰ درجہ کے شائستہ ہوں گے۔﴾

جب عزیز مصر کی بیوی نے حضرت یوسف علیہ السلام کو گناہ کی دعوت دی تو انہوں نے جواب میں ارشار فرمایا: ''قال معاذ اللہ'' میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں۔ آپ نے جیل کی مشقت برداشت فرمالی۔ لیکن اپنے آپ کو بے حیائی سے بچایا۔

عفت و پاکدامنی ولایت کی علامت ہے

اللہ رب العزت نے اپنے اولیاء کی اوصاف بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''ولا یزنون (فرقان:٦٨)''

اس سے معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ زنا و بدکاری سے بچتے ہیں اور اگر بتقاضائے بشریت کسی سے اس قسم کا گناہ سرزد بھی ہوگیا تو اسے اس وقت تک چین نہیں آیا۔ جب تک اپنے اوپر ''حد اللہ'' جاری نہیں کرالی۔ جو شخص پاکدامنی کی زندگی گزارتا ہے۔ اسے دنیا میں یہ انعام ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو پاکدامن بیوی عطاء فرماتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے: ''الطیبات للطیبین والطیبون للطیبات (النور:٢٦)''

﴿پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لئے اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لئے۔﴾

پاکدامنی پر محشر میں اکرام

حدیث پاک میں آتا ہے۔ قیامت کے دن سات آدمی عرش کے سائے میں ہوں گے۔ جس دن عرش کے سوا کوئی دوسرا سایہ نہ ہوگا۔ ان سات خوش نصیب آدمیوں میں سے ایک وہ پاکدامن انسان ہوگا۔ جسے خوبصورت حسب ونسب والی عورت گناہ کی دعوت دے اور وہ جواب میں کہے۔ ''انی اخاف اللہ'' ﴿میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔﴾ (بخاری باب فضل من ترک الفواحش)

بدنظری کے نقصانات

ا...... بدنظری سے حافظہ کمزور ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بدنظری کرنے والے حفاظ کرام کو قرآن پاک یاد نہیں رہتا اور جو طلبہ حفظ کررہے ہوں۔ انہیں سبق یاد نہیں ہوتا۔

۲...... بدنظری ذلت وخواری کا سبب ہے۔ شیخ واسطیؒ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو ذلیل وخوار کرنا چاہتے ہیں تو اسے بدنظری میں مبتلا کر دیتے ہیں۔

۳...... بدنظری سے برکت ختم ہو جاتی ہے۔ یعنی رزق اور وقت سے برکت اٹھ جاتی ہے۔ کوئی کام وقت پر پورا نہیں ہوتا۔

۴...... بدنظری کرنے والے سے شیطان پرامید رہتا ہے۔ یعنی غیر محرم کی طرف شہوت کی نظر کرنا اس سے امید کی جاسکتی ہے کہ کسی وقت بدکاری میں مبتلا ہو جائے۔

۵...... بدنظری سے نیکی برباد اور گناہ لازم آتا ہے۔

۶...... بدنظری سے غیرت خداوندی بھڑک اٹھتی ہے۔ کیونکہ خداوند قدوس سب سے زیادہ غیرت مند ہیں۔ چنانچہ ارشاد نبویؐ ہے۔ ''انا غیور واللہ اغیر منی ومن غیرته حرم الفواحش ماظهر منها وما بطن ''میں غیرت مند ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے بڑے غیرت مند ہیں۔ غیرت ہی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ظاہر و باطن فواحش کو حرام قرار دیا ہے۔

۷...... بدنظری لعنتی فعل ہے۔ چنانچہ حدیث پاک میں ''لعن اللہ الناظر والمنظور الیه (مشکوٰۃ ص ۲۷۰) '' ﴿اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے (غیر محرم کو) دیکھنے والے پر اور دیکھنے کا موقع دینے والی پر۔﴾

۸...... بدنظری سے جسم میں بدبو پیدا ہو جاتی ہے۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ فرماتے ہیں: ''یہ تو بہت مجرب چیز ہے کہ بدنگاہی سے کپڑوں میں تعفن یعنی بدبو پیدا ہو جاتی ہے۔'' بدنگاہی اتنا مہلک مرض ہے جو اس میں مبتلا ہو جائے اس کے جسم اور کپڑوں سے بدبو آتی ہے اور اس کے بالمقابل حیاء دار اور پاکدامن انسان کے جسم سے خوشبو آتی ہے۔ چنانچہ سیدنا فاروق اعظمؓ فرماتے ہیں: ''کان ریح ابی بکر اطیب من ریح المسك ''یعنی حضرت ابوبکرؓ کے جسم مبارک سے اٹھنے والی خوشبو مشک سے زیادہ ہوتی تھی۔

۹...... بدنظری کا ارتقاب کرنے والا قرآن پاک بھول گیا۔ چنانچہ ابن جوزیؒ اپنی کتاب ''تلبیس ابلیس'' میں لکھتے ہیں۔ ابوعبداللہ ابن حید ایک خوبصورت نصرانی لڑکے کو کھڑے دیکھ رہے تھے تو ابوعبداللہ بلخیؒ گذرے اور پوچھنے پر فرمایا کہ بدنظری کا نتیجہ تمہیں ملے گا۔ چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد وہ قرآن پاک بھول گئے۔ بدنظری چاہے کسی غیر محرم عورت یا کسی بے ریش لڑکے، برہنہ تصاویر، فلموں اور ڈراموں میں کام کرنے والی حیا باختہ عورتوں، ٹی، وی اناؤنسر، سڑک کے کناروں پر لگے ہوئے سائن بورڈ پر بنی ہوئی تصاویر، یا گرل فرینڈز اور بوائے فرینڈز کی تصاویر چھپا کر رکھنا، انٹرنیٹ پر پیشہ ور ننگی تصاویر دیکھنا، یا فحش مناظر والی سی ڈیز پر بنی ہوئی تصاویر کو دیکھنا۔ سب کے سب حرام ہیں اور ان کا دیکھنا گناہ کبیرہ ہے۔ (یہ مضمون مولانا ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ کی کتاب ....اور پاکدامنی سے ملخص کیا گیا ہے)

مرزائیت کے ماخذ اور اصول مذہب!

قسط نمبر:۵

مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوریؒ

پنج فضائل میں ہے کہ سید محمود نے اپنے والد سید محمد جونپوری سے روایت کی کہ میراں جی نے فرمایا کہ نہ میں کسی سے جنا گیا اور نہ میں نے کسی کو جنا اور ایک روز ان کے خلیفہ دلاور کے سامنے یوسف نام ایک شخص نے بوقت وعظ سورۂ اخلاص پڑھی۔ جب وہ لم یلد ولم یولد پر پہنچا تو دلاور نے کہا نہیں یلد و یولد یوسف نے کہا نہیں لم یلد ولم یولد۔ دلاور نے کہا یلد و یولد عبدالملک نے یوسف سے کہا بھائی خاموش رہو۔ میاں جی ولایت کا شرف بیان کرتے ہیں جو کہتے ہیں سو حق ہے۔ (ہدیہ مہدویہ ص ۲۴۹)	مسیح قادیان نے اپنا ایک کشف بدیں الفاظ بیان کیا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں بعینہ اللہ ہوں اور میں نے یقین کرلیا کہ میں اللہ ہی ہوں۔ اسی حال میں جبکہ میں بعینہ خدا تھا میں نے اپنے دل میں کہا کہ ہم دنیا کا کوئی نیا نظام قائم کریں۔ یعنی نیا آسمان اور نئی زمین بنائیں۔ پس میں نے پہلے زمین اور آسمان اجمالی شکل میں بنائے۔ جن میں کوئی ترتیب اور تفریق نہیں تھی۔ پھر میں نے انہیں تفریق کر دی اور جو ترتیب درست تھی اس کے موافق ان کو مرتب کردیا۔ اس وقت میں اپنے تئیں ایسا پاتا تھا کہ گویا میں ایسا کرنے پر قادر ہوں۔ پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا اور کہا: ''انا زینا السماء الدنیا بمصابیح'' پھر میں نے کہا اب ہم انسان کو مٹی سے بناتے ہیں۔ (آئینہ کمالات ص ۵۶۴، ۵۶۵، خزائن ج ۵ ص ۵۶۴)
پنج فضائل میں ہے کہ سید محمد جونپوری کے خلیفہ میاں نعمت نے کہا گو میں بندہ، کمینہ نعمت ہوں۔ لیکن کبھی میں خدا بن جاتا ہوں اور کبھی حق تعالیٰ مجھ سے فرماتا ہے۔ ''انت منی وانا منک'' تو مجھ سے پیدا ہوا اور میں تجھ سے پیدا ہوا۔ (ہدیہ مہدیہ ص ۲۵۰)	مسیح قادیان کو الہام ہوا۔ ''انت منی وانا منک'' اے مرزا تو مجھ میں سے پیدا ہوا اور میں تجھ میں سے پیدا ہوا۔ (حقیقت الوحی ص ۷۴، خزائن ج ۲۲ ص ۷۷)
پنج فضائل میں ہے کہ سید محمد جونپوری کے خلیفہ شاہ نظام نے اپنا ایک طویل کشف ظاہر کیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب کبھی اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو سرفراز کرنا چاہتا ہے تو مجھ سے دریافت کرتا ہے کہ اگر تو کہے تو یہ درجہ اس کو دوں۔ ورنہ ہرگز نہ دوں۔ پس میں سفارش کر کے اس (ولی) کو درجہ دلا دیتا ہوں۔ (ہدیہ مہدویہ ص ۲۵۰)	مسیح قادیان نے لکھا: مجھے خدا کی طرف سے دنیا کو فنا کرنے اور پیدا کرنے کی طاقت دی گئی ہے۔ میں خاتم الاولیاء ہوں۔ میرے بعد کوئی ولی نہ ہوگا۔ مگر وہی جو مجھ سے ہوگا اور میرے عہد پر ہوگا۔ (کتاب خطبہ الہامیہ ص ۳۵، خزائن ج ۱۶ ص ۷۰)

مہدوی لوگ سید محمد جونپوری کو رسول صاحب شریعت جانتے ہیں اور ان کے بعض احکام کو شرع محمدی کے بعض احکام کا ناسخ سمجھتے ہیں۔ (ہدیہ مہدویہ ص۲۴)	مولوی ظہیر الدین مرزائی متوطن اروپ ضلع گجرانوالہ مرزا قادیانی کو صاحب شریعت رسول بتاتے ہوئے لکھتا ہے کہ مرزا قادیانی کے الہاموں میں لفظ رفق (نرمی) آیا ہے۔ جو آنحضرت ﷺ کے واسطے قرآن میں نہیں آیا۔ (آئینہ کمالات) بلکہ مرزا قادیانی نے بھی بہت سے احکام اسلامی کو منسوخ قرار دیا اور شرح اس کی آگے آئے گی۔
شواہد کے تیرہویں باب میں لکھا ہے کہ مہدویت اور نبوت میں نام کا فرق ہے۔ کام اور مقصود ایک ہے۔ (ہدیہ مہدویہ ص۲۴) ام العقائد لکھا کہ مہدی موعود فرماتے ہیں جو حکم میں بیان کرتا ہوں خدا کی طرف سے بامر خدا بیان کرتا ہوں جو کوئی ان احکام میں سے ایک حرف کا منکر ہوگا وہ عنداللہ ماخوذ ہوگا۔ (ہدیہ مہدویہ ص۲۵)	مرزا قادیانی نے لکھا لعنت ہے اس شخص پر جو آنحضرت ﷺ کے فیض سے علیحدہ ہوکر نبوت کا دعویٰ کرے۔ مگر یہ آنحضرت ﷺ کی نبوت ہے نہ کوئی نئی نبوت۔ (چشمۂ معرفت ص۳۲۵، خزائن ج۲۳ ص۳۴۱)
سید جونپوری کو ہندی فارسی عربی اور گجراتی میں الہام ہوتے تھے۔ منجملہ ان کے یہ اردو فقرہ بھی وحی ہوا۔ اے سید محمد دعویٰ مہدویت کا کہلاتا ہوئے تو کہلا نہیں تو ظالماں میں کروں گا۔ چنانچہ شواہد الولایت کے باب ہفدہم میں لکھا ہے۔ واہ کیا فصیح و بلیغ فقرہ اترا کہ تمام اہل ہند کو اس کی فصاحت نے حیران کر دیا۔ (ہدیہ مہدویہ ص۲۶)	مرزا قادیانی کو بھی کئی زبانوں میں الہام ہوتے تھے۔ چند الہام ملاحظہ ہوں۔ خاکسار پیپر منٹ، پیٹ پھٹ گیا۔ جیتے جیتے جہنم میں چلا گیا۔ خدا قادیان میں نازل ہوگا۔ تہی دستان عشرت را۔ دس ازمائی اینٹھی، پریشن، بست و یک روپیہ آنے والے ہیں۔ قرآن خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔ دیکھو کیا کہتی ہے تصویر تمہاری، میں اس گھر سے جانے والی تھی۔ مگر تیرے واسطے رہ گئی۔ (البشریٰ، حقیقت الوحی)
شواہد الولایت کے چھبیسویں باب میں لکھا ہے کہ سید محمد جونپوری نے فرمایا کہ خداتعالیٰ نے اس عاجز کے اوصاف پیغمبروں کے سامنے بیان فرماتے تھے۔ اس لئے اکثر پیغمبروں کو تمنا بھی کہ اس عاجز کی صحبت میں پہنچیں اور اکتیسویں باب میں لکھا ہے کہ اکثر انبیاء و مرسلین اولوالعزم دعاء مانگتے تھے کہ بار خدایا ہم کو امت محمدی میں کر کے مہدی کے گروہ میں کر دے۔ ان میں سے مہتر	مسیح قادیان نے لکھا۔ خدا نے مجھے آدم سے لے کر یسوع مسیح تک مظہر جمیع انبیاء قرار دیا۔ یعنی الف سے حرف یا تک اور پھر تکمیل دائرہ کی غرض سے الف آدم سے لے کر الف احمد تک صفت مظہریت کا خاتم بنایا۔ (نزول المسیح ص۲، خزائن ج۱۸ ص۳۸۰) اسی طرح لکھا۔ آدمم نیز احمد مختار، دربرم جامۂ ہمہ ابرار، آنچہ داداست ہر نبی را جام، داد آں جام را مرا بتمام، آن

عیسیٰ کی دعاء قبول ہوئی کہ اب وہ آکر بہرہ یاب ہوں گے۔ چنانچہ دیوان مہدی کا مؤلف سید جونپوری کی نعت میں لکھتا ہے۔

بل چہ عالم کہ از آدم وعیسیٰ
زیحییٰ وخلیل از موسیٰ
بودہ غایت بصحبتش ہوسے
ہرچہ ہست ازولایت است ظہور
نقطۂ آن دائرہ مفضلاں
شد متمنائے ہمہ مرسلاں
خواست زحق ہریکے ازاولین
رب اجعلنی لمن الآخرین

(ہدیہ مہدویہ ص۲۴۴)

یقینے کہ بود عیسیٰ را، ہرکلامے کہ شد بروالقاء، وان یقین کلیم بر توراۃ، واں یقین ہائے سید السادات، کم نیم زاں ہمہ بروئے یقین، ہرکہ گوید دروغ ہست ولعین، زندہ شد ہر نبی بآمدنم ہر رسولے نہاں بہ پیراہنم (نزول المسیح ص۹۹،۱۰۰، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷) مرزامحمود احمد نے کہا کہ مسیح موعود کا ذہنی ارتقاء، آنحضرتﷺ سے زیادہ تھا۔ اس زمانہ میں ذہنی ترقی زیادہ ہوئی ہے اور یہ جزوی فضیلت ہے جو مسیح موعود کو آنحضرتﷺ پر حاصل ہے۔ نبی کریمﷺ کی ذہنی استعدادوں کا پورا ظہور بوجہ تمدن کے نقص کے نہ ہوا اور نہ قابلیت تھی۔

(ریویو جون۱۹۲۹ء)

پنج فضائل میں ہے کہ مہدی جونپوری قضائے حاجت کے لئے جاتے تھے۔ حاجی محمد فرہی نے پوچھا میراں جی خدام تو آئے۔ لیکن عیسیٰ علیہ السلام کب آئیں گے۔ میراں نے ہاتھ پیچھے کرکے کہا کہ بندہ کے پیچھے آئیں گے۔ فوراً حاجی محمد فرہی کو عیسیٰ روح اللہ کا مقام حاصل ہوگیا۔ میراں (سید جونپوری) کی زندگی بھرتو خاموش رہا۔ ان کی رحلت کے بعد سندھ میں ٹھٹھہ کی طرف جاکر مسیحیت کا دعویٰ کردیا۔ (ہدیہ مہدویہ ص۲۴۵)

مسیح قادیان نے لکھا۔ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کرسکتا ہوں وہ ہرگز نہ کرسکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہورہے ہیں وہ ہرگز نہ دکھلا سکتا۔ (کشتی نوح ص۵۶، خزائن ج۱۹ ص۶۰) اور لکھا کہ۔

اینک منم بحسب بشارات آمدم
عیسیٰ کجاست تابنہد پابمنبرم

(درثمین فارسی)

شواہد الولایت (مہدویوں کی ایک کتاب) کے چوبیسویں باب میں لکھا ہے کہ میراں (سید محمد جونپوری) نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے ارواح اوّلین وآخرین کو حاضر کرکے فرمایا کہ اے سید محمد! ان سب ارواح کا پیشوا بننا قبول کر۔ میں نے اپنی عاجزی کا خیال کرکے عذر کیا۔ پھر یہ دیکھ کر کہ عنایت الٰہی میرے حال پر مبذول ہے۔ قبول کرلیا۔ (ہدیہ مہدویہ ص۲۴۵)

مرزاقادیانی نے لکھا۔ خدا عرش پر میری تعریف کرتا ہے۔ (انجام آتھم ص۵۵، خزائن ج۱۱ ص۵۵) میرے آنے سے پہلوں کے سورج ڈوب گئے۔ (خطبہ الہامیہ) زندہ شد ہر نبی بآمدنم، ہر رسولے نہاں بہ پیراہنم (درثمین ص۱۶۰) جس طرح پہلی رات کا چاند کم روشنی کی وجہ سے ہلال اور چودھویں کا کمال روشنی کی وجہ سے بدر کہلاتا ہے۔ اسی طرح رسول اللہﷺ صدی اوّل میں ہلال اور میں چودھویں صدی میں بدر منیر ہوں۔

(خطبہ الہامیہ ص۱۷۷،۱۸۵، خزائن ج۱۶ ص۲۶۶ تا۲۷۶)

شواہد الولایت کے چھبیسویں باب میں لکھا ہے کہ دونوں محمدوں کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے اور فرق کرنے والے کو زیاں ہے۔ یعنی جناب محمد مصطفیٰ ﷺ اور سید جونپوری برابر ہیں اور مہدویہ کی ایک کتاب جو ہرنامہ میں لکھا ہے۔(دوہرہ) نبی مہدی یک ذات جانو برابر اجتہاد عقلی سوں پاک ظاہر باطن تابع متبوع حق مانو کل ادراک مہدویوں کی ایک کتاب صراط مستقیم میں ہے کہ نبی ومہدی علیہما السلام یک ذات موصوف بجمیع صفات سرتاپا مسلمان ظاہر وباطن کلام اللہ سوں برابر فرق کردن ہارے کافر مردود۔ (ہدیہ مہدویہ ص۲۴۵،۲۴۶)	مرزا قادیانی نے لکھا کہ جس شخص نے مجھ میں اور رسول اللہ ﷺ میں کچھ فرق سمجھا نہ تو اس نے مجھے پہچانا اور نہ مجھے دیکھا۔ (خطبہ الہامیہ ص۱۷۱، خزائن ج۱۶ ص۲۵۹) میرا وجود عین رسول اللہ ﷺ کا وجود ہوگیا۔ (ایضاً) میں خود محمد اور احمد بن چکا ہوں۔ خود آنحضرت ﷺ نے ہی اپنے دوسرے وجود میں اپنی نبوت سنبھال لی ہے اور محمد کی نبوت محمد ہی کے پاس رہی ہے۔ غیر کے پاس نہیں گئی۔ (اشتہار ایک غلطی کا ازالہ، خزائن ج۱۸ ص۲۱۶) اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ ایک مرتبہ پھر خاتم النبیین کو مبعوث کرے گا۔ پس مسیح موعود خود رسول اللہ تھے جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔ (کلمۃ الفصل ص۱۵۸) محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل غلام احمد کو دیکھے قادیان میں (بدر ج۲ ص۴۳)
مہدویہ کا اعتقاد ہے کہ سید محمد جونپوری ہی مہدی موعود تھے۔ اب ان کے سوا کوئی مہدی وجود میں نہیں آئے گا اور جو شخص اس عقیدے پر نہیں وہ کافر ہے۔ (ہدیہ مہدویہ ص۲۵۹)	وہ آخری مہدی جس کی بشارت آج سے تیرہ سو برس پہلے رسول کریم ﷺ نے دی تھی وہ میں ہی ہوں۔ (تذکرۃ الشہادتین ص۲، خزائن ج۲۰ ص۴)
مہدویہ کہتے ہیں کہ سید جونپوری وہی مہدی ہے جس کی نسبت محمد بن سیرین نے فرمایا کہ وہ ابوبکر وعمرؓ سے بہتر اور نبی ﷺ کے برابر ہے اور دوسری روایت میں ہے کہ وہ بعض انبیاء علیہم السلام پر بھی فضیلت رکھتا ہے۔ (ہدیہ مہدویہ ص۲۸۲)	مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا۔ میں وہی مہدی ہوں جس کی نسبت محمد ابن سیرین سے سوال کیا گیا کہ کیا وہ حضرت ابوبکر کے درجہ پر ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ ابوبکر تو کیا وہ تو بعض انبیاء سے بھی بہتر ہے۔ (معیار الاخیار ص۱۱، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۲۷۸)
مہدویہ کہتے ہیں کہ نبوت ورسالت کسبی ہے کہ جب ریاضت ومشقت زیادہ کرتے ہیں تو حاصل ہے۔ غرض ان کے نزدیک شرط استحقاق زیادہ مشقت ہے۔ لیکن یہ	میاں (محمود احمد قادیانی خلیفہ ثانی) نے زبانی گفتگو میں یہاں تک بھی فرمادیا کہ اگر میں کوشش کروں تو نبی بن سکتا ہوں اور اگر منشی فاضل جلال الدین (راوی)

اہل ایمان کا یہ مذہب نہیں بلکہ یہ فلاسفۂ یونان کا مشرب ہے۔ (ہدویہ مہدویہ ص ۲۷۸)	کوشش کریں تو وہ بھی نبی بن سکتے ہیں۔ (النبوۃ فی الاسلام ص ۱۷۵)
سید محمد جونپوری کے پیروؤں نے اپنی دعوت کی بنیاد امر معروف ونہی منکر پر رکھی۔ ان کے طریقہ کی پہلی شرط یہ تھی کہ ہر حالت میں احکام شریعت کی تبلیغ کریں۔ یہ لوگ جہاں کہیں شہر وبازار میں کوئی نامشروع دیکھتے تو حق احتساب ادا کرتے۔ شیخ علائی مہدوی خاص طور پر آمر معروف ونہی کے منکر تھے۔ (منتخب التواریخ ص ۱۰۷،۱۰۸)	مسٹر محمد علی میر جماعت مرزائیہ لاہور زیر عنوان احمدیت اشاعت اسلام کی تحریک ہے۔ لکھتے ہیں۔ احمدیت کا صحیح مفہوم صرف اسی قدر ہے کہ وہ تبلیغ اسلام کی ایک زبردست تحریک ہے اور جس قدر اس کی نمایاں خصوصیات ہیں۔ وہ صرف اسی عظیم الشان غرض کو حاصل کرنے کے ذرائع ہیں۔ یہاں تک کہ خود بانی تحریک کے دعاوی کو ماننا بھی بجائے خود ایک مقصد نہیں بلکہ تبلیغ اسلام کے اہم مقصد کو حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ (تحریک احمدیت ص ۱۷۹)
انصاف نامہ کے باب دوم میں لکھا ہے کہ سید محمد جونپوری نے فرمایا کہ میری مہدویت کا انکار کفر ہے اور ملا احمد خراسانی نے سید محمود فرزند مہدی جونپوری سے پوچھا کہ منکرین مہدی کی نسبت آپ کیا فرماتے ہیں کہا کافر کہتا ہوں۔ ملا احمد نے کہا اگر بالفرض میں انکار کروں کہا کہ اگر سلطان العارفین بایزید بسطامیؒ بھی مہدی کا انکار کرے تو وہ کافر ہو جائے۔ (ہدیہ مہدویہ ص ۱۹۸)	مسیح قادیان کو الہام ہوا جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا وہ جو تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور جو تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔ (اشتہار معیار الاخیار ۱۸۹۹ء، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۷۵) مرزا قادیانی نے ڈاکٹر عبدالحکیم خاں مرحوم پٹیالوی کو لکھا تھا۔ ”خدائے تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔“ (تذکرہ ص ۶۰۷) ”جو شخص میرے مخالف ہیں ان کا نام عیسائی یہودی اور مشرک رکھا گیا۔“ (نزول المسیح ص ۴ حاشیہ، خزائن ج ۱۸ ص ۳۸۲)
انصاف نامہ کے باب سوم میں لکھا ہے کہ مہدی جونپوری نے فرمایا کہ ہمارے منکروں کے پیچھے ہرگز نماز نہ پڑھی جائے۔ اگر پڑھی ہوں تو اعادہ کرے۔ (ہدیہ مہدویہ ۱۹۸)	مرزا غلام احمد قادیانی نے کہا کہ جو شخص ہمارا منکر ہے اس کے پیچھے ہرگز نماز نہ پڑھی جائے۔ (اربعین نمبر ۳ ص ۳۴ حاشیہ، خزائن ج ۱۷ ص ۴۱۷) اور (فتاویٰ احمدیہ ج ۱ ص ۲۷۶) میں ہے کہ مسیح موعود نے فرمایا کہ جو شخص حج کو جائے وہ مکہ معظمہ اپنی جائے قیام پر ہی نماز پڑھ لے۔

انصاف نامہ کے باب چہارم میں لکھا ہے کہ شہر ٹھٹھہ میں میراں اپنی مہدویت کی تبلیغ کر رہے تھے۔ایک شخص اپنے لڑکے کے لئے ملتجی دعاء ہوا۔مہدی جونپوری نے جواب دیا کہ اگر حق تعالیٰ قوت دے تو میں (دعا کی جگہ) تم لوگوں سے جزیہ لوں اور اخوند میر خلیفہ مہدی کہا کرتا تھا کہ منکر لوگ حربی ہیں۔ (ہدیہ مہدویہ ص۱۹۸)	مرزا محمود احمد خلیفہ ثانی نے اپنی تقریر میں کہا۔"جو شخص احمدی نہیں وہ ہمارا دشمن ہے۔ہماری بھلائی کی صرف ایک صورت ہے کہ ہم تمام دنیا کو اپنا دشمن سمجھیں تا کہ ان پر غالب آنے کی کوشش کریں۔شکاری (مرزائی) کو کبھی غافل نہ ہونا چاہئے اور اس امر کا برابر خیال رکھنا چاہئے کہ شکار (مسلمان) بھاگ نہ جائے یا ہم پر ہی حملہ نہ کردے۔" (الفضل ۲۵/اپریل ۱۹۳۰ء) "ہمارے دشمن مسلمان جنگلوں کے سؤر ہیں اور ان کی عورتیں کتیوں سے بدتر ہیں۔" (نجم الہدیٰ ص۵۳، خزائن ج۱۴ص۵۳)
ابوداؤد کی حدیث میں ہے کہ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد ہوگا اور اس کے شارحین اور نووی لکھتے ہیں کہ دسویں صدی کے سر پر مہدی مجدد ہوں گے اور سید جونپوری کی ذات بھی اسی تاریخ پر ہوئی۔ (ہدیہ مہدویہ ص۸۲)	مرزا قادیانی نے لکھا کہ:"انبیاء گذشتہ کے کشوف نے اس بات پر مہر لگادی ہے کہ وہ (مہدی) چودھویں کے سر پر پیدا ہوگا اور نیز یہ کہ پنجاب میں ہوگا۔" (اربعین نمبر۲ص۲۳، خزائن ج۱۷ص۳۷۱)
سید جونپوری نے حکم دیا کہ کسی کے پاس قلیل مال ہو یا کثیر اس کا دسواں حصہ خیرات کرنا اس پر فرض ہے۔ (ہدیہ مہدویہ ص۲۸)	مرزا قادیانی نے حکم دیا کہ:"اس قبرستان میں وہی مدفون ہوگا جو اپنی جائیداد کے دسویں حصہ یا اس سے زیادہ کی وصیت کردے۔" (الوصیۃ ص۱۷، خزائن ج۲۰ص۳۱۹)
کتب مہدویہ میں لکھا ہے کہ مہدی جونپوری کی عادت تھی کہ جب دعویٰ کرتے تھے تو الفاظ دعویٰ سے تاریخ نکلا کرتی تھی۔چنانچہ یہاں"قال من اتبعنی فھو مؤمن"(فرمایا جس نے میرا اتباع کیا وہ مؤمن ہے) سے تاریخ ۹۰۱ھ کی عیاں ہے۔ (ہدیہ مہدویہ ص۹۵)	مرزائے قادیان کی بھی عادت تھی کہ ایسے الفاظ کے عدد نکالنے کے درپے رہتے تھے۔جن سے وہ کسی طرح سچے سمجھے جاسکیں۔(ازالہ اوہام ص۱۸۶، خزائن ج۳ص۱۸۹،۱۹۰) میں لکھا کہ غلام احمد قادیانی کے اعداد تیرہ سو ہیں اور صرف میرا ہی دعویٰ کرنا اس امر کی دلیل ہے کہ میں ہی اس صدی میں مسیح ہوکر آیا ورنہ تم آسمان سے مسیح کو اتار لاؤ۔
مہدوی لوگ کلام الٰہی کی لفظی ومعنوی تحریف کرتے ہیں۔حالانکہ یہ اہل کتاب کا عموماً خصوصاً یہود کا شیوہ ہے اور ہر جگہ تحریف کرتے وقت کہتے ہیں کہ اس سے مراد الٰہی یہ	مرزا تحریف وتبدیل میں بالکل فرقہ باطنیہ کا نقش ثانی تھا۔چنانچہ لکھا کہ علماء کو روحانی کوچہ میں دخل ہی نہیں۔یہودیوں کے علماء کی طرح ہر ایک بات کو جسمانی قالب

ہے اور تفسیر بالرائے کفر ہے اور ظاہری مطلب کو چھوڑ کر اپنی طرف سے کوئی معنی گھڑ لینا فرقہ باطنیہ کا طریقہ ہے جو نصوص واحکام کو ظاہری معنی پر محمول نہیں سمجھتے۔ بلکہ جو جی میں آتا ہے قرآن وحدیث کے معنی بنالیتے ہیں۔ حالانکہ یہ فرقہ بالاتفاق گمراہ ہے اور لطف یہ ہے کہ فرقہ باطنیہ کو یہ لوگ بھی گمراہ سمجھتے ہیں۔ لیکن تحریف اور تاویل کاری میں ان سے بھی بڑھے ہوئے ہیں۔ (ہدیہ مہدویہ ص۱۷۹)

میں ڈھالئے جاتے ہیں۔ لیکن ایک دوسرا گروہ (باطنیہ اور مرزائی کا) بھی ہے جو آسمانی باتوں کو آسمانی قانون قدرت کے موافق سمجھنا چاہتے ہیں اور استعارات اور مجازات کے قائل ہیں۔ مگر افسوس کہ وہ بہت تھوڑے ہیں۔ (ازالہ اوہام ص۸۴، خزائن ج۳ ص۱۴۵) مسیح قادیان نے کہا میں قرآن کی غلطیاں نکالنے آیا ہوں۔

(ازالہ اوہام ص۷۰۹، خزائن ج۳ ص۴۸۲)

قرآن حکیم میں ہے۔ اے پیغمبرؐ آپ (جلد یاد کر لینے کی غرض سے وحی کے ساتھ ہی) اپنی زبان کو حرکت نہ دیجئے۔ (کیونکہ آپ کے قلب میں) اس کا جمع کر دینا اور (آپ کی زبان سے) پڑھوا دینا ہمارا کام ہے سو جب جبریل پڑھا کریں تو آپ اس کی متابعت کیجئے۔ پھر (اس قرأۃ کے بعد) اس کا مطلب واضح کرنا بھی ہمارے ذمے ہے۔ جونپوری نے اس آیۃ کی تفسیر میں کہا کہ ثم تراخی کے لئے آتا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کا واضح مطلب مہدی کی زبان سے ظاہر ہوگا۔ مہدی جونپوری کے بیان کا ماحصل یہ ہے کہ اے پیغمبر آپ بالفعل الفاظ قرآن کو تو جبریل سے سیکھ لیجئے۔ لیکن قرآن کا مطلب ومفہوم ہم نوسو سال کے بعد سید محمد جونپوری کی زبان سے ظاہر کریں گے اور تمام امت مرحومہ تو صدیوں تک محروم البیان اور خطائے معنوی میں مبتلا رہے گی۔ (ہدیہ مہدویہ ص۱۲۰،۱۲۳)

”کتاب الٰہی کی غلط تفسیروں نے (جو شارع علیہ السلام اور صحابہؓ سے ارثاً پہنچی تھیں) مولوی لوگوں کو بہت خراب کیا ہے اور ان کے دلی اور دماغی قویٰ پر بہت برا اثر ان سے پڑا ہے۔“ (ازالہ اوہام ص۷۲۲، خزائن ج۳ ص۴۹۲) ”میں قرآن شریف کے حقائق ومعارف بیان کرنے کا نشان دیا گیا ہوں۔ کوئی نہیں جو اس میں میرا مقابلہ کر سکے۔“

(ضرورۃ الامام ص۲۶، خزائن ج۱۳ ص۲۹۶)

”یہ عاجز اسی کام کے لئے مامور ہے تاکہ غافلوں کے سمجھانے کے لئے قرآن شریف کی اصلی تعلیم پیش کی جائے۔“ (ازالہ اوہام ص۲، خزائن ج۳ ص۱۰۳)

سید جونپوری نے کہا کہ خدا تعالیٰ نے بندے (جونپوری) کے وصف پیغمبروں سے بیان فرمائے۔ اس لئے اکثر پیغمبروں کی تمنا تھی کہ میری صحبت میں پہنچیں۔

(ہدیہ مہدویہ ص۲۴۴)

مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا۔ ”اے عزیزو! اس شخص (مرزا قادیانی) مسیح موعود کو تم نے دیکھ لیا۔ جس کے دیکھنے کے لئے بہت سے پیغمبروں نے خواہش کی۔“

(اربعین نمبر۴ ص۱۳، خزائن ج۱۷ ص۴۴۲)

مولانا محمد عبدالخالق رحمانیؒ کی رحلت!

مولانا اللہ وسایا

مولانا محمد عبدالخالق رحمانی ۱۴؍جنوری کو اپنے آبائی شہر راجن پور میں انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! مولانا عبدالخالقؒ تھہیم برادری سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام حافظ واحد بخشؒ تھا۔ جن کے ہاں آپ ۱۹۳۹ء میں راجن پور میں پیدا ہوئے۔ مولانا عبدالخالقؒ کے والد گرامی قرآن مجید کے بہت اچھے مدرس تھے۔ آپ کی تدریسی خدمات کے صدقہ میں بہت سے اہل علاقہ کے لوگوں نے قرآن مجید کی تعلیم حاصل کی۔

مولانا عبدالخالقؒ نے ۱۹۴۸ء میں کوٹ مٹھن سے پرائمری پاس کیا۔ ۱۹۵۲ء میں اپنے والد گرامی سے حفظ مکمل کیا۔ مولانا عبدالخالقؒ کے بڑے بھائی حکیم غلام مرتضیٰ دارالعلوم دیوبند کے فاضل تھے۔ مولانا عبدالخالقؒ نے فارسی، صرف ونحو کی تعلیم علی پور مظفر گڑھ کی نواحی بستی ''یا کی والا'' میں حضرت مولانا حبیب اللہ صاحبؒ سے حاصل کی۔ مولانا حبیب اللہؒ دارالعلوم دیوبند کے فاضل تھے۔ آج کل ''یا کی والا'' میں بہت بڑا دینی جامعہ مولانا حبیب اللہؒ کے جانشین مولانا پروفیسر محمد مکی صاحب کے زیر اہتمام میں قبولیت عامہ کا ریکارڈ حاصل کئے ہوئے ہے۔

حضرت مولانا عبدالخالقؒ یا کی والا کے بعد مزید تعلیم کے لئے مخزن العلوم عیدگاہ خانپور جمعیت علمائے اسلام کے امیر مرکزیہ حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستیؒ کے ہاں داخلہ لے لیا۔ جہاں روزگار زمانہ شخصیات مولانا واحد بخش فاضل دارالعلوم دیوبند کوٹ مٹھن والے، مولانا مفتی غلام حیدرؒ، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے موجودہ مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری اور دیگر حضرات سے معانی، فقہ، اصول فقہ اور دوسرے علوم کی تکمیل کی۔ اس دوران میں کئی بار حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ سے آپ نے دورہ تفسیر کی بھی تعلیم حاصل کی۔ اسی کلاس میں مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ سے رد قادیانیت پر بھی عبور حاصل کیا۔

جلالین شریف، مشکوٰۃ شریف کے سال آپ نے جامعہ قاسم العلوم ملتان میں گزارے۔ تب مشکوٰۃ شریف حضرت مولانا فیض احمد صاحبؒ اور جلالین شریف حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ بانی جامعہ قاسم العلوم سے پڑھی۔ اس زمانہ میں مناظر اسلام مولانا مفتی محمود صاحبؒ جامعہ قاسم العلوم کے شیخ الحدیث تھے۔

مولانا عبدالخالقؒ نے دورہ حدیث خان پور جامعہ مخزن العلوم سے کیا۔ جامعہ عبداللہ بن مسعود خان پور کے سابق شیخ الحدیث مولانا شفیق الرحمٰن درخواستیؒ آپ کے ہم سبق تھے۔ مولانا مفتی حبیب الرحمٰن درخواستی بھی بعض اسباق میں آپ کے ہم سبق رہے ہیں۔

حضرت درخواستیؒ کے حکم پر مولانا علی محمد صدیقی کے ہمراہ مرکز العلوم مسافر خانہ راجن پور میں عرصہ تک آپ پڑھاتے رہے۔ اس دوران آپ جامع مسجد چاقیاں میں عرصہ تک خطابت کے فرائض بھی سرانجام دیتے رہے۔ آپ نے تنظیم اہل سنت، مجلس تحفظ حقوق اہل سنت کے پلیٹ فارم سے اپنی تبلیغی سرگرمیوں کا آغاز کیا۔

حضرت مولانا عبدالشکور دین پوری سے آپ کے مثالی محبانہ تعلقات تھے۔ انہیں تعلقات کے باعث اسلامی مشن بہاول پور میں عرصہ تک آپ پڑھاتے رہے۔ ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفیٰ میں آپ بہاول پور میں تین ماہ تک قید میں رہ کر سنت یوسفی کو زندہ کیا۔ ۱۹۷۸ء سے ۱۹۹۳ء تک ریخ باغ والا مسافر خانہ ضلع راجن پور میں مختلف مقامات پر آپ پڑھاتے رہے۔ ۱۹۹۴ء میں آپ نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میں شمولیت حاصل کی اور تقریباً آٹھ نو سال ضلع ساہیوال میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ کے طور پر خدمات سرانجام دیں۔

مولانا عبدالخالقؒ دراز قد، سانولا رنگ، گھنی پر کشش داڑھی، پھرتیلا چاک و چوبند جسم، سر پر عموماً رومال باندھتے تھے۔ اجلے کپڑے زیب تن کرتے تھے۔ عرصہ تک خضاب کا بھی استعمال کیا جو آخری عمر میں ترک کر دیا تھا۔ مولانا بہت بااصول اور خوددار قسم کے انسان تھے۔ تحمل مزاجی اور خوش گفتاری میں اپنی مثال آپ تھے۔ آپ نے جس کام کو ہاتھ ڈالا اسے بھرپور محنت سے سرانجام دیا۔ آپ کے دوستوں کا وسیع حلقہ تھا۔ آپ اصول پسند طبیعت کے باعث جہاں جاتے اپنا وسیع حلقہ یاراں قائم کر آتے تھے۔

مولانا عبدالخالقؒ کا اپنے علاقہ کے جید علماء میں شمار ہوتا تھا۔ کامیاب مدرس اور بہترین خطیب تھے۔ نہایت درجہ خوش خوراک اور خوش لباس تھے۔ بطور مہمان نواز مشہور تھے۔ خودداری میں اپنی مثال آپ تھے۔ طبیعت میں حد درجہ استغناء تھا۔ دولت، جائیداد بنانے اور روپے پیسے جمع کرنے کے شدید خلاف تھے۔ صاف گو طبیعت کے مالک تھے۔ مصلحت پسندی، منافقت اور جھوٹ سے نفرت تھی۔ حق اور سچ بات بڑے سے بڑے آدمی کے سامنے کر دیتے تھے۔ اپنے علاقے میں عقیدہ توحید کی شمع کو روشن کیا۔ اس سلسلے میں کئی مرتبہ ابتلاء و آزمائش سے گزرے۔ بدعات و رسومات سے سخت نفرت تھی۔ ساری زندگی علمائے حق، دینی جماعتوں اور مذہبی تحریکوں سے وابستہ رہے۔ مولانا کے دو بیٹے حافظ قاری اور عالم ہیں۔ ایک بیٹی، ایک پوتا اور تین پوتیاں بھی حافظہ قاریہ اور عالمہ ہیں۔ وفات کے اگلے روز ۱۵؍جنوری کو شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی حبیب الرحمٰن درخواستی مدظلہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ نماز جنازہ میں ضلع بھر کے علماء، دینی جماعتوں کے کارکنان، مولانا کے شاگردوں اور شہریوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ ٹھیڑی کالونی کے قبرستان میں تدفین ہوئی۔ حق تعالیٰ ان کی تربت پہ اپنے رحم کی موسلا دھار بارش کریں۔ آمین!

مولانا غلام رسول شوق کو صدمہ

کوٹلہ ارب علی خان گجرات جامع مسجد کے خطیب اور مدرسۃ البنات کے مہتمم حضرت مولانا غلام رسول شوق کے والد گرامی مورخہ ۳۱؍جنوری ۲۰۱۱ء کو انتقال فرما گئے۔ علاقہ بھر کے کثیر علماء کرام نے جنازہ میں شرکت کی۔

قاری عبدالرحمٰن ضیاء کی والدہ کا وصال

جامعہ حسینیہ سرگودھا کے مہتمم قاری عبدالرحمٰن ضیاء کی والدہ محترمہ مورخہ ۲۳؍جنوری ۲۰۱۱ء کی شام پپلاں ضلع میانوالی میں انتقال فرما گئیں۔ اگلے روز جنازہ کی نماز خانقاہ سراجیہ کے سجادہ نشین مولانا صاحبزادہ خلیل احمد صاحب کی اقتداء میں ادا کی گئی۔

قاری محمد زبیرؒ کا سانحہ ارتحال!

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

قاری محمد زبیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے سابق ناظم اعلیٰ قاری نذیر احمدؒ کے فرزند ارجمند مشہور تبلیغی بزرگ حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ (فیصل آباد) کے نواسے اور جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور کے فاضل، مصری لہجہ میں خوبصورت آواز کے ساتھ قرآن پاک کی تلاوت کرتے تھے۔ مکی مسجد انارکلی لاہور میں حفظ وناظرہ کی معیاری درسگاہ کے صدر مدرس تھے۔ اپنے والد محترم کی وفات کے بعد مکی مسجد کے خطیب اور صدر مدرس چلے آرہے تھے۔ مکی مسجد محکمہ اوقاف کے زیر اہتمام ہے۔ باوجود سرکاری ملازم ہونے کے عقیدہ ختم نبوت وناموس رسالت کے تحفظ کے لئے جہاں یاد کیا۔ تشریف لاتے مفید مشورے دیتے۔

ایک عرصہ سے ان پر سحر کے اثرات تھے۔ سحر کے ساتھ ساتھ خبات کی شرارتیں بھی انہیں ہر وقت گھیرے رکھتیں۔ بڑے بڑے عاملوں سے ملے۔ علاج معالجہ کرایا۔ لیکن ۔ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

ایک وقت تھا کہ ان کے مدرسہ میں کافی تعداد میں طلبہ ہوتے تھے۔ جادوگر نے صرف ان کی ذات کو مورد سحر نہیں بنایا۔ بلکہ مدرسہ پر بھی اثرات منتقل ہوئے۔ طلبہ گھٹتے گھٹتے بہت ہی کم رہ گئے۔ جب ملاقات ہوئی کوئی نہ کوئی نئی کہانی سناتے۔ دو بھائی اور ہیں۔ قاری محمد زبیر، قاری محمد عمیر ثانی الذکر کافی عرصہ سے صاحب فراش چلے آرہے ہیں۔ قاری محمد زبیر مرحوم خود مریض ہونے کے باوجود دونوں بھائیوں، ان کی اولادوں، بوڑھی والدہ کو سنبھالے ہوئے تھے۔ جیسا کہ پہلے عرض کیا جاچکا ہے کہ قرآن پاک خوبصورت آواز کے ساتھ مصری لہجہ میں پڑھتے۔ انارکلی کے دور دراز کے تاجر جہری نمازوں میں کثیر تعداد میں شریک نماز ہوتے۔ رمضان المبارک میں تراویح میں بھی خاصی تعداد میں قرآن پاک سننے کے شائقین نماز میں شرکت کرتے۔

دوست احباب کو کھلانے پلانے میں بھی وسعت ظرفی سے کام لیتے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور اس کے کاز کے ساتھ محبت ورثے میں ملی تھی۔ مجلس کے رفقاء کو انتہائی عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھتے۔ جب بھی بندہ سمیت کوئی مبلغ ان کے ہاں گیا تو اعزاز واکرام سے پیش آئے۔ رمضان المبارک میں مالی اعانت کے لئے بھی کبھی بخل سے کام نہ لیا۔ بعض اوقات مسجد انتظامیہ نے اپیل پر پابندی لگادی۔ لیکن مجلس کے لئے کوئی پابندی نہ تھی۔ مسجد ومدرسہ کی تعمیر وتوسیع میں ہر وقت مصروف رہے۔ مسجد کی تین چار منزلیں بنائیں اور خوبصورت تعمیرات کرائیں۔

صاف ستھرا لباس زیب تن کرتے۔ اجلا پن درسگاہ، دفتر، لائبریری سے چھلکتا ہوا نظر آتا۔ سینکڑوں عمدہ جلد والی کتابیں لائبریری میں جمع کر رکھی تھیں۔ مجلس کی اکثر مطبوعات ان کی لائبریری میں موجود ہیں۔ خطیب اسلام حضرت مولانا محمد اجمل خانؒ کے خطبات مرتب کرنا شروع کئے۔ ایک جلد مرتب کر کے شائع کی۔ ہوشربا مہنگائی کی وجہ سے آگے نہ چل سکے اور سلسلہ رک گیا۔

تقریباً پچیس تیس سال کی مسجد انار کلی میں امامت وخطابت اور تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔

بندہ حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کی قیادت اور رفاقت میں ۱۴رجنوری ۲۰۱۱ء سے لاہور میں مصروف رہا۔ روزانہ تین تین چار چار پروگرام ہوتے رہے۔ مرحوم کے شاگرد رشید اور خادم خاص حافظ محمد کاشف سلمہ نے مولانا عزیزالرحمٰن ثانی کو فون پر اطلاع کی کہ مولانا قاری محمد زبیرؒ انتقال فرماگئے اور آج (۲۶رجنوری ۲۰۱۱ء) بعد نماز مغرب جامعہ مدنیہ کریم پارک میں ان کی نماز جنازہ ادا کی جائے گی تو مولانا اللہ وسایا کی قیادت میں مجلس کا ایک وفد جس میں پیر رضوان نفیس خادم حضرت اقدس سید نفیس الحسینی ؒ، مولانا عزیزالرحمٰن ثانی، مولانا میاں عبدالرحمان، مولانا سید ضیاءالحسن شاہ اور راقم الحروف نے نماز جنازہ میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔ نماز جنازہ میں ہزاروں افراد نے شریک ہوکر موصوف کو گویا آخری خراج تحسین پیش کیا۔ مرحوم نے اپنے پیچھے بوڑھی والدہ، بیوہ، تین بیٹے، ایک بیٹی، دو بھائی اور بہنیں سوگوار چھوڑیں۔ اللہ پاک سے دعا ہے کہ پروردگار عالم جل شانہ اس خادم قرآن کی تربت پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائیں اور ان کی حسنات کو قبول فرمائیں اور سیآت سے درگذر فرمائیں۔ آمین!

طب نبوی سے علاج

کھجور کے پتوں سے علاج

غزوہ احد میں جب رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک زخمی ہوگیا تو رسول اللہ ﷺ کی لخت جگر حضرت فاطمۃ الزہراؓ خون دھوتی تھیں اور حضرت علیؓ زخموں پر پانی بہاتے تھے۔ جب حضرت فاطمۃ الزہراءؓ نے دیکھا کہ خون بند ہونے کے بجائے بڑھتا جارہا ہے تو انہوں نے (کھجور کے پتوں کی) چٹائی کا ٹکڑا لے کر جلایا اور جب وہ راکھ ہوگیا تو اس کی راکھ زخموں پر لگادی۔ جس سے خون بند ہوگیا۔ (بخاری شریف حدیث نمبر۲۹۰۳)

فائدہ: کھجور کے پتوں کی راکھ خون کو بند کردیتی ہے اور اگر تازہ زخموں پر جن سے خون بہہ رہا ہو چھڑک دیں تو خون بند ہوجاتا ہے۔ (زادالمعاد)

ہر بیماری کا علاج

رحمت عالم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کے لئے دوا اتاری ہے۔ جب بیماری کو صحیح دوا پہنچ جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے بیماری ٹھیک ہوجاتی ہے۔ (مسلم حدیث نمبر۵۷۴۱، عن جابرؓ)

جنات سے حفاظت کیلئے قرآنی علاج

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اپنے گھروں میں سورۃ بقرہ پڑھو۔ اس لئے کہ شیاطین اور آسیب اس گھر میں داخل نہیں ہوتے۔ جس گھر میں سورۃ بقرہ پڑھی جائے۔ (مستدرک حاکم حدیث نمبر۲۰۶۲)

گھیکوار اور رائی کے فوائد

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’دو کڑوی چیزوں میں کس قدر شفاء ہے۔ یعنی گھیکوار اور رائی میں۔‘‘ (سنن کبریٰ للبیہقی ج۹ ص۳۴۶)

ضروری وضاحت!

مولانا اللہ وسایا

۱...... فروری ۲۰۱۱ء کے ماہنامہ لولاک میں ماہنامہ بیداری حیدرآباد سندھ سے ایک مضمون نقل کیا گیا۔ جو بغیر آڈیٹنگ کے لگ گیا۔ اس پر جیش وسپاہ کے ساتھیوں کی طرح خود ہمیں بھی اذیت وکوفت ہوئی۔ تقسیم ہوتے ہی احساس ہوگیا کہ غلطی ہوئی ہے۔ نہیں شائع ہونا چاہئے تھا۔ ہر وہ شخص جس نے فون کیا اسے یہی کہا گیا کہ غلطی ہوگئی ہے تصحیح وتوضیح وتلافی کریں گے۔ چنانچہ وعدہ کے مطابق آج ان سطور کے ذریعہ تمام برادران اسلامی سے جن کو مضمون سے اذیت ہوئی معذرت خواہ ہیں۔

۲...... اسی شمارہ میں ایک خط کا فقیر نے جواب لکھا۔ جس میں واقعات کو قلمبند کیا گیا۔ اس پر بھی بعض دوستوں کے جائز تحفظات تھے۔ بعض نے سیدہ عائشہؓ، سیدنا صدیق اکبرؓ وفاروق اعظمؓ اور ختم نبوت کے ایسے جذباتی انداز میں واسطے دیئے کہ رونگٹے کھڑے ہوگئے اور دل پسیج گیا۔ ان کے اخلاص کی داد دیتا ہوں۔

اس سلسلہ میں خطوط بھی آئے۔ فقیر نے دو خطوط کے وضاحتی جواب بھی تحریر کر کے شائع کرنے کے لئے مخدوم گرامی حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ کو منظوری کے لئے پیش کئے۔ آپ نے فرمایا کہ جب معاملہ نبٹانا ہے تو کھلے دل سے اظہار تاسف کر کے معاملہ کو ختم کردیں۔ حتیٰ کہ آپ نے فرمایا کہ مکتوب الیہ حضرات کو بھی جواب نہ بھیجے جائیں۔

اس دوران میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ مخدوم العلماء حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید صاحب لدھیانوی مدظلہ نے بھی اس قضیہ کو ختم کرنے کا حکم فرمایا۔

اسی اثناء میں ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں کے فون کے حوالہ سے حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری مدظلہ نے فرمایا کہ اس بحث کو آگے نہیں بڑھنا چاہئے۔

ابھی ان حضرات کے حکموں کی تعمیل کا مرحلہ نہ آیا تھا کہ حضرت مولانا زاہد الراشدی صاحب مدظلہ نے فرمایا کہ ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں کا بہت طویل فون آیا کہ پہلے تو ہم سے کوئی زیادتی ہوتی تھی تو حضرت خواجہ خان محمدؒ سے عرض کرتے تھے۔ اب آپ سے عرض ہے کہ اس معاملہ کو سنبھالیں۔ اس پر فقیر نے عرض کیا کہ جو اسلام آباد میں ہمارے ساتھ ہوا۔ آپ کے علم میں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ واقعی ادھر سے پہل ہوئی۔ لیکن معاملہ کو یہاں ختم کردیں۔

اس دوران میں بہت سے احباب کے فون آئے۔ مولانا محمد مظہر صاحب الرحمت ٹرسٹ ملتان کا فون آیا۔ پھر وہ خود تشریف لائے کہ ہمارے شعبہ ہدایت کے عمومی ذمہ دار مولانا محمد اشفاق صاحب بہاولپور سے ملنے کے لئے ملتان تشریف لانا چاہتے تھے۔ فقیر نے عرض کیا کہ پہلے ندامت میں ڈوبا ہوا ہوں کہ غلطی نہیں غلطا ہوگیا

ہے۔ میں معذرت شائع کرلوں۔ پھر خود بہاول پور جاکر ان سے ملوں گا۔

سپاہ کے کارکنوں کے فون اور میسج آئے۔ مجھے خوش کن تجربہ ہوا کہ ۹۸ فیصد دوست دوسروں کا موقف سننے کا حوصلہ رکھتے ہیں۔ دو فیصد نے بہت کٹی جلی سنائیں۔ لیکن وہ بھی حق بجانب ہیں کہ جہاں جذباتی لگاؤ کو ٹھیس پہنچے تو ایسی کیفیت کا طاری ہونا فطری امر ہوتا ہے۔

ان احباب سمیت تمام برادران اسلامی سے کہے سنے، لکھے لکھائے کی معافی چاہتا ہوں۔ معاملہ کو ختم نہیں بلکہ یہ ورقہ پھاڑ کر خاکستر کرکے جمنا و گنگا کی موجوں کے سپرد کرتا ہوں۔

لیجئے! یہاں پہنچا تھا کہ حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ کے جانشین مولانا عزیز الرحمٰن رحمانی اور برطانیہ کے مفتی عبدالقادر صاحب کا بھی یہی حکم نامہ فون سے ملا۔ چلو اس پر اکتفاء کرتا ہوں۔ فقیر: اللہ وسایا!

بنوں مجلس کی سرگرمیاں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا اجلاس الحمدللہ ۱۶؍جنوری ۲۰۱۱ء بروز اتوار بمقام جامعہ مظاہر العلوم جدید منجل نزد ترنگ قبرستان بنوں میں ہوا۔ اجلاس کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع بنوں کے امیر اور جامعہ مظاہر العلوم کے مہتمم مفتی عظمت اللہ بنوی نے کی۔ اجلاس کی ابتداء قاری مصباح نے تلاوت کلام پاک سے فرمائی۔ اجلاس میں مولانا مفتی عظمت اللہ بنوی، مولانا شمس الحق حقانی، ڈاکٹر افتخار احمد نقشبندی، مولوی تاج الدین، حافظ وقار احمد، قاری مصباح اللہ، حافظ حمید اللہ، قاضی فیاض الرحمان، حاجی امیر فراز، حافظ علی الرحمان، نورنگ سے مولانا طیب طوفانی اور صاحبزادہ امین اللہ اور ضلع بھر سے مختلف شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ اجلاس ایک اجتماع کا منظر پیش کررہا تھا۔ اجلاس کے مہمان خصوصی ضلع بنوں کے معروف علمی اور عملی شخصیت جامعہ نظام العلوم جمبیلی چوک ضلع بنوں کے مہتمم شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد وسیم خان تھے۔ مولانا مفتی وسیم جیسے ہی ناظم اطلاعات کے ساتھ مدرسہ میں داخل ہوئے تو کارکنوں نے پرجوش انداز سے مہمان خصوصی کا استقبال کیا۔ ضلعی امیر نے مہمان خصوصی کو خوش آمدید کہا۔ اجلاس میں درج ذیل امور زیر بحث آئے۔

۱...... مجلس کی مختلف علاقوں میں یونٹ سازی کرنا۔ جس کے ذریعے مجلس کا پیغام پھیلنے میں آسانی ہوگی۔

۲...... مجلس کی طرف سے دروس قرآن کا انعقاد جس میں پیغام کو آسانی سے عام کیا جاسکتا ہے۔

۳...... مجلس کے جرائد اس کے بارے میں امیر صاحب نے جملہ ساتھیوں سے فرمایا کہ ہر ساتھی مجلس کی طرف سے شائع ہونے والے رسائل خود اپنے نام جاری کریں۔ تاکہ ہر ساتھی جماعت کے سرگرمیوں سے واقف ہوں۔

اس کے بعد ناظم نشر و اشاعت کے معاون خصوصی حافظ وقار احمد نے امیر کے فرمان پر اجلاس کے ساتھیوں کے سامنے دستور سے اس کی ذمہ داریاں پڑھ کر بتائی۔ جو کہ ساتھیوں نے گوش دل سے سنا اور اس پر عمل پیرا ہونے کا عزم کیا۔ اجلاس کے آخر میں ساتھیوں کو لٹریچر اور مولوی عبدالطیب کا کتابچہ داعی کے افکار اور منزل بھی مفت ہدیہ کیا گیا۔ یہ مبارک اجلاس مہمان خصوصی مفتی محمد وسیم صاحب کی دعا سے اختتام پذیر ہوا۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور ختم نبوت کی خدمت کے لئے آخری سانس تک قبول فرمائے۔ آمین!

جماعتی سرگرمیاں!

ادارہ!

کلمہ طیبہ کی حفاظت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چیچہ وطنی کی درخواست پر تھانہ غازی آباد کی پولیس انتظامیہ نے قادیانی عبادت گاہ سے کلمہ طیبہ اور دیگر اسلامی شعائر صاف کر دیئے ہیں۔ جس سے مسلمانوں میں پائی جانے والی بے چینی دور ہوگئی۔ امتناع قادیانیت آرڈیننس پر عمل درآمد کروانے اور علاقائی امن برقرار رکھنے پر دینی و مذہبی اور سماجی حلقوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ مختلف حلقوں کی طرف سے تعزیرات پاکستان کی دفعات 298-C اور 298-B پر عمل درآمد کرانے پر پولیس انتظامیہ کا شکریہ ادا کیا گیا۔ تفصیلات کے مطابق گذشتہ دنوں تھانہ غازی آباد کی حدود میں واقع گاؤں چک نمبر 30/11-L میں جنونی قادیانیوں نے غیر آئینی طور پر اپنی عبادت گاہ کا محراب بنالیا اور اس کے فرنٹ پر کلمہ طیبہ اور قرآنی آیات کی تختیاں نسب کر دی تھیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چیچہ وطنی کے رہنماؤں قاری زاہد اقبال، مولانا عبدالحکیم نعمانی اور جمعیت علماء اسلام کے مفتی محمد عثمان نے قانونی چارہ جوئی کے لئے فوری طور پر تھانہ غازی آباد میں درخواست دائر کر دی۔ مدعیان کی طرف سے درخواست میں مؤقف اختیار کیا گیا تھا کہ قادیانیوں کا غیر آئینی اور اشتعال انگیز اقدام تعزیرات پاکستان کی دفعات 298-B اور 298-C کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہے۔ لہٰذا قادیانیوں کی عبادت گاہ سے محراب، کلمہ طیبہ، قرآنی آیات اور دیگر اسلامی شعائر کو محفوظ کیا جائے۔ فریقین کا مؤقف سننے کے بعد SHO تھانہ غازی آباد نے افسران بالا کی مشاورت سے قادیانی عبادت گاہ سے اسلامی شعائر ہٹادیئے۔

چوآسیدن شاہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر کا قیام

۱۶ر صفر المظفر ۱۴۳۲ھ، بمطابق ۲۱ر جنوری ۲۰۱۱ء بروز جمعۃ المبارک کو سہیل پلازہ چوآسیدن شاہ میں ختم نبوت دفتر کا افتتاح ہوا۔ افتتاحی تقریب سے علماء کرام نے خطاب کیا۔ مرکزی جامع مسجد چوآسیدن شاہ کے خطیب مولانا سید مشتاق شاہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع جہلم اور چکوال کے مبلغ مفتی محمد خالد میر، حافظ عمر حیات، مولانا زبیر احمد خطیب جامع مسجد ڈلوال کے علاوہ پیر سید حبیب الرحمٰن شاہ نے بھی خطاب کیا۔

چوآسیدن شاہ میں مجلس کی سرپرستی پیر سید حبیب الرحمٰن شاہ اور سید توقیر شاہ کریں گے۔ مسلمانوں کو شہر کے دفتر سے لٹریچر اور قادیانی فتنہ کے حوالے سے آگاہی بھی ہوتی رہے گی۔ دفتر کی تیاری میں طاہر بشیر، توقیر شاہ سادات دواخانہ والوں کے علاوہ ان کے دیگر ساتھی مبارک باد کے مستحق ہیں۔ جنہوں نے شب وروز کی محنت سے دفتر کے افتتاح میں نمایاں کردار ادا کیا۔ جنہیں پیر سید حبیب الرحمٰن شاہ کی رہنمائی کی حاصل رہی۔ پیر سید حبیب الرحمٰن نے صدارتی خطاب کیا اور دعا فرمائی۔

ناموس رسالت ریلی ایبٹ آباد سے علماء کرام کا خطاب

قانون ناموس رسالت میں ترمیم کی گئی اور ملزمہ آسیہ کو معاف کیا گیا تو ملک میں خانہ جنگی چھڑ جائے گی۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ایبٹ آباد میں عظیم الشان احتجاجی ریلی سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے کیا۔ یہ ریلی بازار سے ہوکر جناح چوک میں جلسے کی صورت اختیار کر گئی۔ جلسے کی صدارت خطیب ہزارہ مولانا شفیق الرحمان نے کی۔ جب کہ نقابت کے فرائض محمد ساجد اعوان نے سرانجام دیئے۔ ریلی میں دینی وسیاسی اور تاجر تنظیموں کے نمائندوں نے شرکت کی۔ حضور ﷺ کی عزت وناموس پر مر مٹنے پر تیار تھے۔ احتجاجی ریلی کے مقررین میں وقار خان جدون، مولانا محمد صدیق شریفی، نصیر خان نذیر، قاری راشد محمود، مولانا ضیاء الرحمان، مولانا ابوبکر حیدری، ممتاز خان، اظہر خان جدون، مولانا شکیل اختر جدون، مولانا افسر علی شاہ، ڈسٹرکٹ خطیب مولانا عبدالواجد اور مولانا انیس الرحمان شامل تھے۔ دریں اثناء عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی اپیل پر ہزارہ بھر کی جملہ مساجد میں نماز جمعہ کے اجتماعات میں علماء کرام نے حکومت کی طرف سے گستاخوں کی سرپرستی کی مذمت کی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع جہلم کا قیام

۱۸ رصفر الخیر ۱۴۳۲ھ، بمطابق ۲۳ رجنوری ۲۰۱۱ء بروز اتوار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جہلم کا اجلاس جامع مسجد صدیق اکبرؓ غلہ منڈی میں منعقد ہوا۔ اجلاس کی صدارت مولانا قاری نور حسین صاحب نے کی۔ مفتی خالد میر مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اجلاس کی غرض وغایت تفصیل کے ساتھ بیان کی۔ مندرجہ ذیل حضرات نے شرکت کی۔ مولانا قاری نور حسین، مولانا قاری اشرف علی خطیب جامع مسجد مستریاں والی، مولانا قاری محمد شہزاد قمر مہتمم مدرسہ فاروقیہ جادہ، مولانا عمیر حنیف مدرسہ اقراء مدینۃ الاطفال بلال ٹاؤن، مولانا حافظ محمد اسلم کے علاوہ محمد انور پاشا ڈار، محمد اعجاز ڈار، شیخ عبدالحمید، چوہدری محمد سلیم، حاجی محمد الطاف، محمد وقاص اور عتیق الرحمٰن کے علاوہ بعض شہری مارکیٹ کے نوجوان بھی شریک ہوئے۔ دینہ سے جامع مسجد صدیق اکبر کے خطیب مولانا حبیب الرحمٰن نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ شرکت کی۔ اجلاس میں متفقہ طور پر شیخ عبدالحمید کو سرپرست، مولانا قاری نور حسین کو امیر، محمد انور پاشا ڈار کو نائب امیر، قاری شہزاد قمر کو ناظم، مولانا عمیر حنیف کو ناظم تبلیغ، عتیق الرحمٰن کو ناظم نشر واشاعت اور ناظم مالیات چوہدری محمد سلیم کو منتخب کیا گیا۔

شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا کے تبلیغی اسفار

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا ۱۲، ۱۳ رجنوری کو تبلیغی دورہ کے لئے ساہیوال تشریف لائے تو جامعہ علوم شرعیہ کے ناظم مولانا طارق مسعود اور مبلغ ختم نبوت مولانا عبدالحکیم نعمانی نے ان کا پرجوش استقبال کیا۔ ۱۲ رجنوری کو ختم نبوت کورس کی پہلی نشست ظہر تا عصر سے خطاب کیا۔ بعد نماز مغرب طارق بن زیاد کالونی کی جامع مسجد الحبیب میں منعقدہ ''تحفظ ناموس رسالت کانفرنس'' سے ناموس رسالت کے موضوع پر شاندار اور ولولہ انگیز خطاب فرمایا۔ ۱۳ رجنوری کو دس بجے مفتی محمد ذکاء اللہ کے والد گرامی کی تیمارداری کی

اور ان کی صحت یابی کے لئے خصوصی دعا کی۔ بعدازاں ساہیوال کی مشہور ومعروف دینی درسگاہ جامعہ رشیدیہ کو حاضری سے نوازا۔ جہاں پر جامعہ رشیدیہ کے مہتمم اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ضلعی امیر مولانا کلیم اللہ رشیدی، قاری سعید بن شہید، قاری عطاء اللہ اور جامعہ کے اساتذہ اور طلباء نے ان کا پرجوش استقبال کیا۔ مولانا کلیم اللہ رشیدی کی طرف سے دیئے گئے ظہرانے میں شرکت فرمائی۔ ۱۳؍جنوری کو ظہر تا عصر جامع علوم شرعیہ میں منعقدہ ختم نبوت کورس کے شرکاء کو ردقادیانیت پر خصوصی لیکچر دیا اور اختتامی دعا فرمائی۔

کوئٹہ کی ڈائری

گذشتہ دوماہ کے دوران کوئٹہ بلوچستان میں تمام دینی وسیاسی اور تاجر تنظیموں کا مثالی اتحاد قائم ہوا۔ آسیہ مسیح کیس کے سلسلہ میں پنجاب کے گورنر سلمان تاثیر کی آسیہ سے ملاقات اور اس کی سزا کی معافی کا مسئلہ جب سامنے آیا تو ملک بھر میں دینی وسیاسی جماعتیں میدان میں آئیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی دعوت پر ۱۵؍دسمبر ۲۰۱۰ء کو اسلام آباد کے ڈریم لینڈ ہوٹل میں منعقد ہونے والی آل پارٹیز ناموس رسالت کانفرنس کے فیصلوں کو عملی جامہ پہنانے کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر آرٹ سکول روڈ میں کئی ایک اجلاس منعقد ہوئے۔ جن میں قاری انوارالحق حقانی رکن مرکزی شوریٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو آل پارٹیز رابطہ کمیٹی کا کنونیر منتخب کیا گیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے حاجی تاج محمد، مولانا محمد یونس، حاجی خلیل الرحمٰن، قاری مہراللہ، مولانا قاری محمد عبداللہ منیر، قاری عبدالرحیم رحیمی، جمعیت علماء اسلام کے مولانا مہراللہ ثانی، جمعیت علماء پاکستان کے صاحبزادہ عبدالقادر ساسولی، جماعت اسلامی کے مولانا بشیر احمد ماندئی، جمعیت اہل حدیث کے قاری محمد زکریا، جمعیت علماء اسلام (س) کے مولانا نجم الدین درویش، مسلم لیگ (ن) کے ملک محمد رحیم کاکڑ، جمعیت اشاعت التوحید کے مولانا محمد حسن کاکڑ، مسلم لیگ (ق) کے ارباب محمد ہاشم کاسی، اہل السنّت والجماعت کے مولانا غلام غوث حقانی، مفتاح العلوم کے شیخ الحدیث مولانا عبدالباقی، میر محمد اسماعیل ہری، انجمن تاجران کے سید تاج محمد آغا، تنظیم اسلامی کے مولانا عبدالسلام، چیمبر آف کامرس کے حاجی فضل قادر شیرانی، پشتونخواہ ملی عوامی پارٹی کے حاجی عبداللہ، مسلم لیگ (ن) کے طارق بٹ ایڈووکیٹ متحرک رہے اور مرکز کے فیصلہ کے مطابق ۲۴؍دسمبر کو مظاہرے، ۳۱؍دسمبر کو ہڑتال کے فیصلوں کی توثیق کی گئی۔ چنانچہ علماء، تاجر، وکلاء اور تمام طبقات زندگی سے تعلق رکھنے والے حضرات نے مظاہروں میں شرکت کی۔ میزان چوک پر شاندار مظاہرہ ہوا۔ مظاہرے کی کامیابی پر رابطہ کمیٹی نے مظاہرین کا شکریہ ادا کیا۔ ۲۸؍دسمبر کو تمام مکاتب فکر کا اجلاس دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میں مولانا انوارالحق حقانی کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں ۳۱؍دسمبر کی ہڑتال کو کامیاب بنانے کے لئے رابطہ کمیٹیاں تشکیل دی گئیں۔ رابطہ کمیٹیوں نے تاجروں سے ملاقات کی۔ چنانچہ مرکزی انجمن تاجران کے صدر عبدالرحیم کاکڑ، چیئرمین سید تاج محمد آغا، دیگر عہدہ داران ابراہیم کاسی، حضرت علی اچکزئی، حاجی خدائے دوست، حاجی دوست محمد، حاجی خلیل الرحمٰن، اللہ داد ترین، سعداللہ اچکزئی، یاسین مینگل نے ہڑتال کو کامیاب بنانے کے لئے تاجروں کو ہدایات جاری کیں۔ چنانچہ ۳۱؍دسمبر کو کامیاب ہڑتال ہوئی۔ جس پر آل پارٹیز ناموس رسالت رابطہ کمیٹی نے ہڑتال کامیاب بنانے پر مرکزی انجمن تاجران اور تمام تاجر برادری کا شکریہ ادا کیا اور وفاق گورنمنٹ سے مطالبہ کیا گیا:

۱...... وزیراعظم اسمبلی کے فلور پر قانون برقرار رکھنے کا اعلان کریں۔

۲...... شیریں رحمان بل واپس لیا جائے۔

۳...... شہباز بھٹی کمیٹی تحلیل کی جائے۔

کوئٹہ آل پارٹیز ناموس رسالت رابطہ کمیٹی نے مرکز کے فیصلوں کو عملی جامہ پہنانے کا عہد کیا۔

مولانا عبدالرحمان اشرفی کی وفات

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا عبدالحکیم نعمانی نے جامعہ اشرفیہ لاہور کے نائب مہتمم اور ممتاز عالم دین مولانا عبدالرحمان اشرفی کی وفات کو عالم اسلام کے لئے عظیم سانحہ قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ مرحوم ایک نیک سیرت انسان اور اتحاد و یگانگت کا درس دینے والی عظیم شخصیت کے مالک تھے۔ دور اندیشی، حلم و بردباری، مردم شناسی، ذرہ نوازی، تدبر و تفکر اور باریک بینی جیسی صفات سے متصف تھے۔ قرآن و سنت کی تعلیمات اور اسرار و رموز، تفسیر و توضیح اور فقہ کے تمام علوم پر انہیں مہارت تامہ حاصل تھی۔ وہ تمام مکاتب فکر کے علماء اور ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد کے لئے اتحاد و اتفاق کی علامت سمجھے جاتے تھے۔ ان کی بے ثبات زندگی حالیہ فرقہ واریت سے منزہ تھی۔ اندرون و بیرون ملک میں ان کی دینی و تحریکی، قومی و ملی، علمی و اشاعتی اور روحانی و نظریاتی خدمات معتقدین اور تلامذہ کے لئے مشعل راہ ہیں۔ مولانا عبدالحکیم نعمانی نے اپنے بیان میں مرحوم کے لواحقین و پسماندگان سے دلی تعزیت کرتے ہوئے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے ساتھ اپنی رضا و رضوان کا معاملہ فرمائیں اور ان کے معاصی سے درگزر کرتے ہوئے جوار رحمت میں جگہ نصیب فرمائیں۔ نیز عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامع مسجد رحیمیہ ریلوے روڈ میں مرحوم کے لئے بلندی درجات کی دعا کی گئی۔ نیز کارکنان ختم نبوت قاری محمد اصغر عثمانی، محمد بلال افضل خان، حاجی مظہر اقبال، محمد الیاس قادری، محمد جاوید اختر سمیت متعدد کارکنوں نے ان کی دینی خدمات کو خراج عقیدت پیش کیا اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل او اجر جزیل کی دعا کی۔

مولانا قاری منیر احمد کی اہلیہ کا وصال

جامع مسجد اللہ اکبر ملتان کے خطیب حضرت مولانا قاری منیر احمد کی اہلیہ بقضائے الٰہی گذشتہ ہفتہ انتقال فرماگئیں۔ اللہ رب العزت تمام مرحومین کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل سے نصیب فرمائیں۔ ادارہ لولاک تمام مرحومین کے غم میں برابر کا شریک ہے۔

حاجی منیر اختر کو صدمہ

حاجی منیر اختر کے والد محترم حاجی محمد اسلم پچھلے دنوں انتقال فرماگئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون! مرحوم بہت ہی نیک سیرت انسان تھے۔ ان کی نشانی حاجی منیر اختر اور نوید احمد کی .... سے ان کی نیکی کا اندازہ ہوتا ہے۔ اللہ رب العزت مرحوم کی مغفرت فرمائیں۔ مولانا محمد اسحاق ساقی نے مرحوم کے جنازہ میں شرکت کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ان کے غم میں برابر کے شریک ہے۔ اللہ تعالیٰ پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔ آمین!

اسلام زندہ باد
ختم نبوت زندہ باد
بتاریخ 6 اپریل بروز بدھ بعد نماز مغرب
تاریخی عظیم الشان
ختم نبوۃ کانفرنس
زیر سرپرستی
حضرت اقدس مولانا قاضی ظہور الحسن اظہر صاحب مدظلہ
امیر تحریک خدام اہلسنت والجماعت پاکستان
بمقام
میونسپل اسٹیڈیم جہلم
زیر صدارت
حکیم العصر مُحدثِ دوراں
ولیِ کامل مخدوم العلماء
حضرت اقدس شیخ الحدیث
مولانا عبدالمجید لدھیانوی صاحب دامت برکاتہم
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ
عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت
جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام مدنی محلہ جہلم
0345-5511786

MONTHLY LAULAK MULTAN REGD. Number M-108

قیمت فی شمارہ -/10 روپے

قیمت سالانہ -/100 روپے